ISSN 2977-3555

روزنامہ

صحافت

برمنگھم

باخبر، باثر حقیقتوں کا پیام بر

www.sahafat.in/uk

Birmingham Edition U.K.

Published from Birmingham (U.K.), India-Delhi, Mumbai, Lucknow, Dehradun

Volume No.03, Issue No.166 , Tuesday 23 December, 2025, 8 Pages

جلد نمبر (۳)، شمارہ نمبر (۱۶۶)، بروز منگل، ۲۳ر دسمبر، ۲۰۲۵ء، ۲ر رجب المرجب، ۱۴۴۷ھ، ۸ صفحات

مشرقی غزہ میں قابض اسرائیل کی فائرنگ سے دو فلسطینی شہید

ص:02

یوکرین جنگ کے خاتمے پر امریکی مذاکرات کے چند گھنٹے بعد ماسکو میں کار بم دھماکہ، روسی جنرل ہلاک

جنوبی ماسکو کے ایک رہائشی علاقے میں روسی جنرل اسٹاف کے تربیتی شعبے کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل فانیل سروروف کی کھڑی ہوئی کار کے نیچے نصب بم دھماکے سے پھٹ گیا، کیف خاموش، تفتیش شروع

ماسکو، (ایجنسیاں): جنوبی ماسکو میں ایک کار بم دھماکے میں روسی فوج کا ایک سینئر جنرل ہلاک ہوگیا، یہ واقعہ ایسے وقت پیش آیا جب کچھ گھنٹے قبل ہی روسی اور یوکرینی وفود نے جنگ کے خاتمے کے منصوبے پر میامی میں الگ الگ مذاکرات کیے تھے۔ کیف نے اس واقعے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تاہم روسی تفتیش کاروں کا کہنا ہے کہ وہ اس بات کی جانچ کر رہے ہیں کہ آیا یہ دھماکہ یوکرینی خصوصی فورسز سے منسلک ہے یا نہیں۔ یہ حملہ ان دیگر ٹارگٹ کلنگ سے مشابہت رکھتا ہے جن میں جنرلز اور جنگ کے حامی اہم شخصیات کو نشانہ بنایا گیا، جن کی ذمہ داری یا تو یوکرین نے قبول کی، یا جن کے بارے میں وسیع پیمانے پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ انہیں یوکرین نے ہی کروایا۔ 56 سالہ لیفٹیننٹ جنرل فانیل سروروف جو روسی جنرل اسٹاف کے تربیتی شعبے کے سربراہ تھے، اس وقت مارے گئے جب ان کی کھڑی ہوئی کار کے نیچے نصب بم جنوبی ماسکو کے ایک رہائشی علاقے میں دھماکے سے پھٹ گیا۔ اے ایف پی کے رپورٹرز نے موقع پر ایک بری طرح تباہ شدہ سفید رنگ کی ایس یو وی دیکھی، جس کے دروازے اور پچھلی اسکرین اڑ چکی تھی۔ گاڑی جل کر بری طرح تباہ ہوگئی تھی۔ سیکیورٹی فورسز اور تفتیشی افسران نے علاقے کو گھیرے میں لے کر تفتیش شروع کردی۔ 74 سالہ مقامی رہائشی تاتیانا نے اے ایف پی کو بتایا کہ ہمیں بالکل بھی اس کی توقع نہیں تھی، ہمیں لگا تھا ہم محفوظ ہیں اور پھر یہ سب ہمارے بالکل پاس ہوگیا۔ 70 سالہ گریگوری، جنہوں نے اپنا پورا نام بتانے سے انکار کیا، نے کہا کہ کھڑکیاں لرز اٹھیں، صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ دھماکہ ہے۔ روس کی تفتیشی کمیٹی جو بڑے جرائم کی تحقیقات کرتی ہے، نے کہا کہ وہ قتل کے مختلف پہلوؤں پر کام کر رہی ہے اور ان میں سے ایک پہلو یوکرینی خصوصی سروسز کی جانب سے جرم کی ممکنہ منصوبہ بندی سے متعلق ہے۔ دفاعی وزارت کی ویب سائٹ پر موجود ان کی سرکاری سوانح عمری کے مطابق، سروروف نے شمالی قفقاز میں روسی فوجی مہمات میں حصہ لیا، جن میں 1990 کی دہائی میں چیچنیا بھی شامل ہے۔ انہوں نے 2015 اور 2016 کے دوران شام میں روسی افواج کی قیادت بھی کی تھی۔

روس۔یوکرین کے درمیان مذاکرات میں پیش رفت

کریملن کا کہنا ہے کہ پیر کو ہونے والی ہلاکت کے بارے میں صدر ولادیمیر پوتن کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ یہ واقعہ میامی میں تین روزہ مذاکرات کے بعد پیش آیا، جب امریکہ 4 سالہ جنگ کے خاتمے کیلئے اپنی سفارتی کوششیں تیز کر رہا ہے۔ یوکرینی مذاکرات کار رستم عمروف اور امریکی خصوصی ایلچی اسٹیو وٹکوف نے اتوار کو مذاکرات میں پیش رفت کا خیر مقدم کیا۔ روسی ایلچی کریل دمتریف نے بھی امریکی ٹیم سے ملاقات کی، جس میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے داماد جیرڈ کشنر شامل تھے۔ وٹکوف نے ان ملاقاتوں کو بھی نتیجہ خیز اور تعمیری قرار دیا تھا۔ جنگ کے خاتمے کے لیے ٹرمپ کی جانب سے پیش کیا گیا ابتدائی 28 نکاتی منصوبہ ماسکو کے بنیادی مطالبات سے ہم آہنگ تھا، جس کے باعث کیف اور یورپی راجدھانیوں میں تشویش پھیل گئی تھی۔ اس کے بعد یوکرین اور اس کے اتحادی اس منصوبے کو بہتر بنانے پر کام کر رہے ہیں، تاہم کیف کا کہنا ہے کہ اس سے اب بھی بڑے سمجھوتوں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے، جیسا کہ پورا مشرقی ڈونباس خطہ روس کے حوالے کرنا۔ یوکرینی صدر ولودیمیر زیلنسکی نے اس حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے کہ آیا روس واقعی جنگ ختم کرنا چاہتا ہے یا نہیں۔ یہ جنگ دسیوں ہزار جانیں لے چکی ہے اور مشرقی و جنوبی یوکرین کو تباہ کر چکی ہے۔ کریملن نے پیر کو اس بات کی بھی تردید کی کہ وہ سوویت یونین کو دوبارہ قائم کرنا، پورے یوکرین پر قبضہ کرنا یا مشرقی یورپ میں مزید زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ تردید اس وقت سامنے آئی جب رائٹرز نے رپورٹ کیا کہ امریکی انٹیلی جنس کے مطابق پیوٹن صرف مشرقی یوکرین پر کنٹرول سے کہیں زیادہ چاہتے ہیں۔

جھکنا ہماری سرشت میں نہیں ہے: حزب اللہ لبنان

بیروت، (ایجنسی): حزب اللہ کے ایک رکن پارلیمان نے استقامت جاری رکھنے پر زور دیتے ہوئے اپنے موقف

سے ہر قسم کی پسپائی کے امکان کو مسترد کر دیا ہے۔ حزب اللہ کے رکن پارلیمان حسین الحاج حسن نے لبنان کے علاقے بقاع میں ایک نشست سے خطاب میں کہا کہ جھکنا ہماری لغت میں نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ اگر جارحیت کی گئی تو اور ہم اپنے فطری اور قانونی حق کا ڈٹ کر دفاع کریں گے۔ رکن پارلیمان نے کہا کہ تنظیم کو غیر مسلح اور استقامت ختم کرنے کیلئے غاصب صیہونی حکومت سیاسی اور فوجی دباؤ ڈال رہی ہے لیکن یہ تنظیم اپنی استقامتی قوت کے ساتھ اپنی جگہ باقی ہے اور لبنان کے دفاع کے لئے پوری طرح آمادہ ہے۔ حسین الحاج حسن نے لبنان کی ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت، عوام، فوج اور استقامتی تنظیم کی پہلی ترجیح غاصب صیہونی حکومت کی جارحیت کو روکنا، صیہونی افواج کو سرزمین لبنان سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کرنا، اپنے قیدیوں کو آزاد کرانا اور تعمیر نو شروع کرنا ہے اور اس کے بعد اسٹریٹیجک ملی دفاع کے بارے میں گفتگو ہے۔

ایران اپنے میزائل پروگرام پر مذاکرات نہیں کرے گا: ایرانی وزارت خارجہ

تہران، (ایجنسی): ایران نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ میزائل توانائی کے بارے میں ہرگز مذاکرات نہیں ہوں گے۔ ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان اسماعیل بقائی نے آج ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر قسم کی جارحیت اور مہم جوئی کے مقابلے کیلئے مسلح افواج کی مکمل آمادگی پر بھی زور دیا۔ مسٹر بقائی نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا علاقہ بدستور ایک مشکل سے دوچار ہے اور وہ صیہونی حکومت کے جرائم کا سلسلہ جاری رہنا ہے۔ انھوں نے کہا کہ غزہ کے حالات کو دیکھ کر ہمیں ان جرائم کی جانب سے غافل نہیں رہنا چاہئے جو غرب اردن میں انجام دیئے جا رہے ہیں۔

بنگلہ دیش میں بدامنی جاری، ایک اور طالبعلم رہنما قاتلانہ حملے میں شدید زخمی

نوجوان لیڈر شریف عثمان ہادی کے قتل کے چند روز بعد ہوئی واردات، ملزمین کی گرفتاری کے لیے فوری سرچ آپریشن شروع

ڈھاکہ، (ایجنسیاں): بنگلہ دیش میں ایک اور طالبعلم رہنما کو سر میں گولی مار کر شدید زخمی کر دیا گیا۔ بنگلہ دیشی میڈیا رپورٹ کے مطابق بنگلہ دیش کے جنوب مغربی شہر کھلنا میں نامعلوم مسلح افراد نے طالب علموں کی تحریک کے ایک اور رہنما کو سر میں گولی مار دی۔ یہ واقعہ معروف نوجوان رہنما شریف عثمان ہادی کے قتل کے چند روز بعد پیش آیا ہے۔ نیشنل سٹیزن پارٹی (این سی پی) کی جوائنٹ پرنسپل کوآرڈینیٹر محمودہ میتو نے فیس بک پوسٹ میں بتایا کہ مطلب سکندر این سی پی کے کھلنا ڈویژن کے سربراہ اور پارٹی کے ورکرز فرنٹ کے مرکزی کوآرڈینیٹر ہیں جنہیں آج گولی ماری گئی، انہیں تشویشناک حالت میں کھلنا میڈیکل کالج اسپتال منتقل کیا گیا ہے۔ مقامی اخبار کالیر کنٹھا نے اسپتال ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ مطلب سکندر کے سر کے بائیں حصے میں گولی لگی اور انہیں شدید خون بہنے کی حالت میں اسپتال لایا گیا، جہاں ڈاکٹروں نے فوری طور پر ہنگامی علاج شروع کر دیا ہے۔ یہ حملہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب چند روز قبل طالب علموں کی قیادت میں ہونے والے احتجاجی مظاہروں کے نمایاں رہنما شریف عثمان ہادی کو ڈھاکہ کے علاقے بجئے نگر میں انتخابی مہم کے دوران نقاب پوش حملہ آوروں نے سر میں گولی ماردی تھی۔ 32 سالہ ہادی بعد ازاں سنگاپور میں دوران علاج دم توڑ گئے تھے۔ عثمان ہادی 12 فروری کو ہونے والے عام انتخابات کے امیدوار تھے۔ عثمان ہادی کی موت کے بعد ڈھاکہ سمیت مختلف شہروں میں پرتشدد مظاہرے دیکھنے میں آئے تھے۔ پولیس کے مطابق کھلنا کے علاقے مجید سرائی میں ہونے والے تازہ حملے کے حوالے سے تاحال حملہ آوروں یا ان کے محرکات کے بارے میں کوئی واضح معلومات نہیں مل سکیں، تاہم ملزمان کی گرفتاری کے لیے فوری سرچ آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔

اسرائیل نے مقبوضہ مغربی کنارے میں نئی یہودی بستیوں کی منظوری دیدی

صہیونی سیکیورٹی کابینہ کی جانب سے پھر بین الاقوامی قوانین کی صریحاً خلاف ورزی

تل ابیب، (ایجنسیاں): اسرائیلی سیکیورٹی کابینہ نے مقبوضہ مغربی کنارے میں 19 نئی یہودی بستیوں کی تعمیر کی منظوری دے دی ہے۔ نئی یہودی بستیوں کی تعمیر کی منظوری کا اعلان اسرائیل کے وزیر خزانہ بیزلیل سموٹریچ نے کیا۔ کابینہ نے 19 نئی یہودی بستیوں کو باضابطہ طور پر تعمیر اور قانونی حیثیت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان میں دو ایسی بستیاں بھی شامل ہیں جو 2005 میں انخلا کے دوران ختم کی گئی تھیں، لیکن اب دوبارہ قائم کی جائیں گی۔

اس فیصلے کے ساتھ گذشتہ چند برسوں میں منظور کی جانیوالی مجموعی بستیوں کی تعداد 69 تک پہنچ گئی ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے تحت مقبوضہ علاقوں میں یہودی بستیوں کی تعمیر غیر قانونی سمجھا جاتا ہے، اور اس پر اقوام متحدہ سمیت متعدد ممالک نے تنقید کی ہے۔ فلسطینی رہنماؤں اور عرب ممالک نے اس منصوبے کی شدید مذمت کی ہے، اسے فلسطینی ریاست کے قیام کے امکانات کو نقصان پہنچانے والا قرار دیا گیا ہے۔ یہ اقدام اسرائیلی۔فلسطینی تصادم اور مغربی کنارے میں امن کے عمل کے لیے مزید خطرے کا باعث ہے۔

بعض مبصرین کے مطابق یہ بستیوں کی توسیع فلسطینی علاقوں کو مزید تقسیم کرنے اور مستقبل میں ایک مستقل فلسطینی ریاست کے قیام کے امکان کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔

ایران کے بیلسٹک میزائل 'آئرن ڈوم' کو تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، امریکی سینیٹر کا بڑا اعتراف

واشنگٹن: امریکی سینیٹر لنڈسی گراہم نے کہا ہے کہ ایران کے بیلسٹک میزائل اسرائیلی ایئر ڈیفنس سسٹم "آئرن ڈوم" کو ناکارہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے اسرائیلی اخبار "یروشلم پوسٹ" کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہی۔ اس گفتگو میں وہ اپنے تل ابیب دورے پر روشنی ڈال رہے تھے۔ لنڈسی گراہم نے زور دے کر کہا کہ ایران کے بیلسٹک میزائل پروگرام کی توسیع کی کوششیں، تہران کے جوہری پروگرام کی طرح، ایک "سنگین خطرہ" ہے

انہوں نے وضاحت کی کہ توقع ہے کہ وزیر اعظم نیتن یاہو اس ماہ کے آخر میں واشنگٹن کے دورے کے دوران صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ ایران کے بیلسٹک میزائل پروگرام پر بات کریں گے۔ اسرائیلی عہدیداروں کی جانب سے ایران کے صرف جوہری پروگرام پر توجہ مرکوز اور بیلسٹک میزائل کو نظر انداز کرنے کے ٹرمپ کے رویہ پر تنقید کے جواب میں، گراہم نے کہا:

"یہ صورتحال بدل رہی ہے۔ ہم ایران کو بیلسٹک میزائل تیار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ آئرن ڈوم سسٹم کو ناکام بنا سکتے ہیں۔" انہوں نے مزید کہا: "جو چیز اسرائیل کو کمزور کرتی ہے وہ امریکہ کو کمزور کرتی ہے۔ اسرائیل ہمارا ایک بڑا اتحادی ہے اور جب ایران یہودی ریاست کو دھمکاتا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ امریکہ کو بھی دھمکاتا ہے۔" واضح رہے گذشتہ 13 جون کو، اسرائیل نے امریکی حمایت سے ایران پر 12 دن تک جارحیت کی، جس کے دوران ایرانی جوہری تنصیبات پر امریکی حملے بھی ہوئے تاہم ایران کی جانب سے زبردست جوابی کارروائی اور میزائل حملے کے بعد اسرائیل نے امریکہ سے جنگ بندی کرانے کی اپیل کی۔ اسرائیل اور اس کے اتحادی امریکہ، ایران پر جوہری ہتھیار بنانے کی کوشش کا الزام لگاتے ہیں، جبکہ تہران کا کہنا ہے کہ اس کا پروگرام پرامن مقاصد کے لیے ہے۔

امریکی سینیٹر کی غزہ پر دوبارہ جنگ مسلط کرنے کے لیے نیتن یاہو کو اکسانے کی کوشش

امریکہ: امریکی سینیٹ کے رکن لنڈسی گراہم نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' اور حزب اللہ اپنے ہتھیار نہیں چھوڑتیں تو غزہ اور لبنان کے خلاف قابض اسرائیل کی نسل کش جنگ دوبارہ شروع کی جائے۔ گراہم نے قابض اسرائیل کے دورے کے دوران پریس کانفرنس میں کہا کہ ضروری ہے کہ فوری طور پر ایک منصوبہ تیار کیا جائے اور حماس کو غیر مسلح ہونے کے ہدف کے لیے مہلت دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر حماس نے ایسا نہ کیا تو وہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو اس بات پر آمادہ کریں گے کہ قابض اسرائیل کو حماس کے خاتمے کے لیے کھلی چھوٹ دی جائے۔

گراہم نے کہا کہ یہ ایک طویل اور نہایت سفاک جنگ ہے لیکن اس کے بقول پورے خطے میں کہیں بھی کامیابی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک غزہ کے مستقبل سے حماس کو نکال کر اسے غیر مسلح نہ کر دیا جائے۔ انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر حماس اپنے ہتھیاروں پر قابض رہی تو جنگ بندی کے دوسرے مرحلے کی ناکامی یقینی ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ سیز فائر کے نوے دن بعد حماس غزہ میں اپنی طاقت کو مزید مستحکم کرتی ہے۔

اپنے بیانات میں گراہم نے غزہ میں بین الاقوامی استحکامی فورس میں ترکیہ کی شمولیت کی قابض اسرائیل کی مخالفت کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اس سے قابض اسرائیل کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ دوسری جانب حماس نے ثالثوں اور واشنگٹن سے مطالبہ کیا کہ وہ جنگ بندی کی قابض اسرائیل کی خلاف ورزیوں کو فوری طور پر رکوائیں۔

قابض اسرائیل نے سات اکتوبر سنہ 2023ء کے بعد دو برس تک غزہ کی پٹی پر نسل کش جنگ مسلط کیے رکھی جس کے دوران لگ بھگ ستر ہزار فلسطینی شہید ہوئے جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی تھی جبکہ شہری ڈھانچے کو بھی وسیع پیمانے پر تباہ کر دیا گیا۔ اگرچہ قابض فوج کے قائدین بارہا یہ دعویٰ کرتے رہے کہ وہ حماس کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود قابض حکومت مسلسل تحریک کو غیر مسلح کرنے کا مطالبہ دہرا رہی ہے حالانکہ حماس کے پاس مقامی طور پر تیار کردہ رائفلیں اور ٹینک شکن گولے موجود ہیں۔ جنگ بندی کے اعلان کے بعد سے اب تک قابض اسرائیل کی فائرنگ سے غزہ کی پٹی میں چار سو ایک فلسطینی شہید ہو چکے ہیں جیسا کہ غزہ کی وزارت صحت نے بتایا۔ جمعہ کے روز بھی قابض اسرائیلی بمباری میں چھ افراد شہید ہوئے جن میں دو بچے شامل تھے یہ حملہ ایک ایسے سکول پر کیا گیا جو بے گھر افراد کے لیے پناہ گاہ کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔

صحافت۔برطانیہ کا معتبر اردو اخبار

برطانیہ اور دنیا بھر کی تازہ، مستند اور باخبر اردو خبریں، تجزیے اور مضامین ایک ہی جگہ۔

وزٹ کریں۔ www.sahafat.in/uk

اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے اس پیغام کو آگے شیئر کریں۔

فرینکفرٹ میں امن کے لیے یورپ کا اتحاد

فرینکفرٹ (ایجنسی) پانچ یورپی ممالک، جن میں جرمنی، چیک جمہوریہ اور فرانس شامل تھے، سے تعلق رکھنے والے تقریباً 600 معزز مہمان جمعرات، 18 دسمبر 2025 کو فرینکفرٹ-گریس ہائم میں منعقد ہونے والی Peace City Gala Night میں شریک ہوئے۔ اس تقریب کا مرکزی موضوع پورے یورپ میں بڑھتے ہوئے سماجی اور سیاسی چیلنجز کے تناظر میں ایک پُرامن اور صحت مند معاشرے کی تشکیل میں قیادت کے کردار پر مرکوز تھا۔ یہ گالا نائٹ فرینکفرٹ کی تنظیم Peace City 069 کی جانب سے منعقد کی جانے والی مختلف سرگرمیوں اور اقدامات کے سلسلے کا اختتامی پروگرام تھا۔ اس میں سول سوسائٹی، سیاست، مذاہب، تعلیم اور ثقافت سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی، جن کا مقصد مقامی اور یورپی سطح پر ذمہ داری، سماجی ہم آہنگی اور امن کے فروغ کے لیے مکالمے کو مضبوط بنانا تھا۔

تقریب کا آغاز مختلف مذاہب کے معزز رہنماؤں کے خیر مقدمی خطابات سے ہوا۔ ربی ڈیوڈ باسوک نے تعلیم، مکالمے اور سول سوسائٹی کی سرگرمیوں کے ذریعے امن کے فروغ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا ہم امن کے لیے دعا کرتے ہیں، ہم امن کے خواہاں ہیں اور ہم اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ تعلیمی پروگراموں، مکالمے اور عملی اقدامات کے ذریعے امن کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

تقریب کا ایک اہم حصہ پینل ڈسکشن تھا جس کا عنوان تھا "امن کے منصوبے کے طور پر یورپ، ابتدا، مستقبل کی ذمہ داری اور شہروں کا کردار" اس نشست میں مختلف سماجی شعبوں کے نمائندے، جن میں پیرس کے نواحی علاقے کی ایک میئر بھی شامل تھیں، نے شرکت کی اور اپنی ذمہ داریوں پر اظہارِ خیال کیا۔

بین الاقوامی سوسائٹی برائے انسانی حقوق (IGFM) کے جنرل سیکریٹری میتھیاس بوہنگ نے اس بات پر زور دیا کہ شہروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوانوں کو تشدد سے پاک، سماجی طور پر بامقصد مواقع اور معاشرتی شمولیت کے امکانات فراہم کریں۔ HWPL جرمنی e.V. کی برانچ کی سربراہ ریکارڈا ہازے نے یورپی فیصلہ سازوں سے پُرزور اپیل کرتے ہوئے کہا کہ امن کوئی مجرد یا خیالی تصور نہیں بلکہ معاشرے کے ہر فرد کی مشترکہ ذمہ داری ہے "یورپ کے رہنماؤ، براہِ کرم جاگ جائیں۔ امن کوئی خودبخود حاصل ہونے والی چیز نہیں بلکہ ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔" شام کا ایک اور نمایاں پہلو Religious Peace Academy کا تعارف تھا، جو بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لیے ایک بین الاقوامی تعلیمی اقدام ہے۔ اس منفرد اتحاد کی نمائندگی کرتے ہوئے اس موقع پر 50 سے زائد مذہبی رہنما شریک ہوئے، جن میں پجاری، امام، پادری، منتظمین، تھیالوجی کے طلبہ اور بدھ مت، ہندو مت، عیسائیت، سکھ مت اور اسلام سے تعلق رکھنے والی دیگر قیادی شخصیات شامل تھیں۔

انہوں نے ایک اعلامیے پر دستخط کیے، جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ اس شام کیے گئے فیصلے محض الفاظ تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ مذاہب کے مابین اتحاد اور سماجی یکجہتی کے لیے مختلف عملی منصوبوں کے ذریعے ان پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ مزید برآں، جرمنی کے سائنسی شہر ڈارمسٹڈٹ سے پروگریسو غیر ملکیوں کی یونین پارٹی کے چیئرمین، نیز غیر ملکیوں کی مشاورتی کونسل کے وائس چیئرمین ارشد احمد شہباز اور کونسل کے معزز رکن اکبر جاوید کی شرکت نے اس باوقار تقریب کی علمی و سماجی اہمیت میں نمایاں اضافہ کیا اور اسے مزید وقار و رونق بخشی آسٹریا سے تعلق رکھنے والے سکھ پجاری کالون سنگھ نے باہمی سیکھنے کے مشترکہ مواقع اور مکالمے کے پلیٹ فارمز کی اہمیت پر زور دیا، جو باہمی فہم اور سماجی ہم آہنگی کو مضبوط بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں اندھا دھند فائرنگ 9 ہلاک

جوہانسبرگ، (یو این آئی) جنوبی افریقہ میں مسلح افراد نے سڑکوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے لوگوں کو بھون ڈالا، جس سے 9 ہلاک اور دس زخمی ہو گئے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق پولیس نے بتایا ہے کہ جنوبی افریقہ میں جوہانسبرگ شہر کے مغرب میں واقع بیکرزڈال ٹاؤن شپ میں فائرنگ کے ایک بڑے واقعے میں کم از کم 9 افراد ہلاک اور دس زخمی ہو گئے ہیں۔ فائرنگ میں ملوث افراد کی گرفتاری کے لیے اس وقت سرچ آپریشن جاری ہے۔ یہ واقعہ ایک پب میں رات ایک بجے کے آس پاس پیش آیا، پولیس کا کہنا ہے کہ کم از کم 10 مسلح افراد نے سڑکوں پر لوگوں کو بلا امتیاز نشانہ بنایا۔ جنوبی افریقی پولیس نے ایک بیان میں کہا کہ ایک سفید منی بس اور سلور سیڈان میں سوار نامعلوم مشتبہ افراد نے ایک ہوٹل کے سرپرستوں پر فائرنگ کی اور پھر فرار ہوتے ہوئے بلا امتیاز سڑکوں پر فائرنگ جاری رکھی۔ پہلے ہی جرائم سے شدید متاثر ملک جنوبی افریقہ کو اس حملے نے ہلا کر رکھ دیا ہے، جہاں دنیا میں قتل کی شرح انتہائی زیادہ ہے، پولیس کا کہنا ہے کہ فائرنگ کے محرکات کے تعین کے لیے تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ یاد رہے کہ رواں ماہ کے آغاز میں مسلح افراد نے پریٹوریا کے قریب ایک بار میں فائرنگ کر کے کم از کم 12 افراد کو ہلاک کر دیا تھا، جن میں ایک تین سالہ بچہ بھی شامل تھا۔

صرف ٹرمپ ہی پوتن کو امن معاہدے پر مجبور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں: نیٹو

یورپی ممالک یوکرین کی حمایت کے لیے ''خواہش مندوں کے اتحاد'' کے ذریعے اپنی ذمہ داری نبھار ہے ہیں: مارک روٹے

برلن، (ایجنسیاں): نیٹو کے سیکرٹری جنرل مارک روٹے کے اندازوں کے مطابق ہنگامی صورتحال میں نیٹو اتحاد امریکہ پر بھروسہ کر سکتا ہے اور یہ بھروسہ ڈونالڈ ٹرمپ کی صدارت میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ امریکی صدر ہی وہ واحد شخص ہیں جو اپنے روسی ہم منصب پوتین کو یوکرین کے ساتھ امن معاہدے کے لیے مذاکرات کی میز پر لانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جرمن اخبار 'بیلد آم زونتاج' کو دیے گئے بیانات میں روٹے نے مزید کہا کہ ٹرمپ نے نیٹو کے حوالے سے اپنی وابستگی کا واضح اظہار کیا ہے لیکن انہوں نے یہ بھی صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ وہ توقع کرتے ہیں کہ ہم اپنے فوجی اخراجات میں نمایاں اضافہ کریں اور ہم اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ روٹے نے وضاحت کی کہ یورپی ممالک یوکرین کی حمایت کے لیے ''خواہش مندوں کے اتحاد'' کے ذریعے اپنی ذمہ داری نبھار ہے ہیں اور اتحاد کے مشرقی حصے اور بالٹک خطے کی حفاظت بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ نے واضح طور پر کہا ہے کہ وہ ایٹمی اور روایتی، دونوں لحاظ سے یورپ میں شامل رہے گا اور یورپ سے کسی بھی انخلاء کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہو رہی۔ روٹے نے یوکرین پر روس کی تقریباً چار سال سے جاری جنگ کو ختم کرنے کے لیے ٹرمپ کی کوششوں کی تعریف کی۔

انہوں نے کہا کہ ٹرمپ اس معاملے میں مکمل طور پر مصروف ہیں اور ان کی توجہ اس جنگ کو ختم کرنے پر ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ٹرمپ ہی وہ واحد شخص تھے جو روسی صدر ولادیمیر پوتین کو مذاکرات کی میز پر لانے میں کامیاب ہوئے اور وہی آخر کار پوتین کو امن معاہدے تک پہنچنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ روٹے کا کہنا تھا کہ میں اس پر ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔

امریکی فورسز کی وینزویلا کے ایک اور تیل بردار جہاز کو قبضے میں لینے کی کوشش

واشنگٹن، (ایجنسی) امریکی فورسز نے وینزویلا کے ساحل کے قریب ایک اور تیل بردار جہاز کو قبضے میں لینے کیلئے تعاقب شروع کر دیا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ امریکی کوسٹ گارڈ کی

جانب سے انجام دی جانے والی گزشتہ دنوں میں دوسری کارروائی ہے جس کا مقصد مبینہ طور پر پابندیوں کو چیلنج کرنے والے تیل بردار جہازوں کو روکنا ہے۔ گزشتہ ہفتوں میں امریکہ نے دوسرے دو ٹینکروں کو روکنے یا قبضے میں لینے کی کارروائیاں کیں، جن میں Centuries اور Skipper شامل ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ یہ جہاز وینزویلا کی 'ڈارک فلیٹ' کا حصہ ہیں، جو امریکا کی پابندیوں سے بچتے ہوئے تیل منتقل کرنے میں ملوث ہیں۔ امریکہ ان کارروائیوں کو پابندیوں کے نفاذ اور منشیات و ممنوعہ تجارت کے خلاف اقدامات کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ایک بیان کے مطابق انہیں عدالتی تحویل کے حکم کے تحت روکا جا رہا ہے کیونکہ ان جہازوں پر غیر قانونی تیل کی منتقلی کا شبہ ہے۔ واضح رہے کہ ان اقدامات سے خطے میں کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان سیاسی و سفارتی تنازع شدت اختیار کر رہا ہے۔

مکہ مکرمہ میں منشیات اسمگلنگ پر 2 پاکستانی شہریوں کو پھانسی

مکہ مکرمہ، (یو این آئی) سعودی عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں منشیات اسمگلنگ کے جرم پر 2 پاکستانی شہریوں کو سزائے موت دے دی گئی۔ سعودی وزارت داخلہ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق دو پاکستانی شہریوں نے ہیروئن اور دیگر منشیات جسم کے مختلف حصوں میں چھپا کر سعودی عرب اسمگل کرنے کی کوشش کی جس پر انہیں گرفتار کیا گیا۔

حکام نے بتایا کہ عدالت نے جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی، سپریم کورٹ کی جانب سے سزا کے خلاف اپیل مسترد ہونے کے بعد سزا پر عمل درآمد کا شاہی فرمان جاری کیا گیا۔ حکام کے مطابق دونوں پاکستانی شہریوں کو آج مکہ مکرمہ میں سزائے موت دی گئی۔

فیلڈ مارشل عاصم منیر سعودی عرب کے اعلیٰ اعزاز سے سرفراز

ریاض، (یو این آئی) سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ خالد بن سلمان بن عبدالعزیز نے چیف آف ڈیفنس فورسز اور چیف آف آرمی اسٹاف فیلڈ مارشل عاصم منیر کو پاک سعودی تعلقات کو فروغ دینے کی کوششوں پر سعودی عرب کا اعلیٰ اعزاز کنگ عبدالعزیز میڈل آف ایکسیلنٹ کلاس سے نوازا ہے۔ سعودی گزٹ کی رپورٹ کے مطابق کنگ عبدالعزیز میڈل کی پانچ اقسام ہیں جن میں ایکسیلنٹ، فرسٹ، سیکنڈ، تھرڈ اور فورتھ کلاس شامل ہیں۔ یہ اعزاز عام طور پر سعودی عرب یا اس کے کسی ادارے کیلئے نمایاں خدمات انجام دینے والوں کو دیا جاتا ہے۔ سعودی پریس ایجنسی نے اتوار کی شب بتایا کہ فیلڈ مارشل عاصم منیر کو دونوں ممالک کے درمیان اسٹریٹجک تعلقات اور تعاون کو مضبوط بنانے کی نمایاں کوششوں کے اعتراف میں یہ اعزاز دیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق یہ تقریب ریاض میں سعودی وزیر دفاع کی جانب سے فیلڈ مارشل عاصم منیر کے اعزاز میں دیے گئے استقبالیے کے دوران منعقد ہوئی۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ شہزادہ خالد بن سلمان نے فیلڈ مارشل عاصم منیر کو پاکستان کے چیف آف ڈیفنس فورسز کے عہدے پر تقرری پر مبارکباد دی اور ان کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ ملاقات کے دوران دونوں فریقین نے پاک سعودی تاریخی تعلقات اور دفاعی شعبے میں اسٹریٹجک تعاون کا جائزہ لیا، جبکہ عالمی امن و سلامتی کے قیام اور باہمی دلچسپی کے امور پر بھی تبادلۂ خیال کیا گیا۔ دوسری جانب سعودی وزیر دفاع نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر بتایا کہ خادم حرمین شریفین کی ہدایت پر انہوں نے پاکستان کے چیف آف آرمی اسٹاف فیلڈ مارشل عاصم منیر کو پاک سعودی تعاون بڑھانے اور تعلقات کو آگے لے جانے کی نمایاں خدمات پر کنگ عبدالعزیز میڈل آف ایکسیلنٹ کلاس پیش کیا۔ بعدازاں پیر کی صبح آئی ایس پی آر نے بیان میں کہا کہ ملاقات کے دوران علاقائی سلامتی کی صورتحال، دفاعی اور عسکری تعاون، اسٹریٹجک شراکت داری اور بدلتے ہوئے جغرافیائی و سیاسی چیلنجز سمیت باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کی گئی۔

انڈونیشیا کے شہر سیمارانگ میں بس حادثہ، 15 افراد ہلاک

جکارتہ، (یو این آئی/ژنہوا) انڈونیشیا کے وسطی صوبہ جاوا کے شہر سیمارانگ میں پیر کی صبح ایک بس حادثے میں 15 افراد ہلاک جبکہ 19 دیگر زخمی ہو گئے۔ مقامی حکام نے بتایا کہ یہ حادثہ کراپیاک ٹول ایگزٹ کے قریب ایک چوراہے پر پیش آیا۔ سیمارانگ سرچ اینڈ ریسکیو دفتر کے مطابق مسافر بس تیز رفتاری سے جا رہی تھی کہ ڈرائیور گاڑی پر قابو کھو بیٹھا، جس کے نتیجے میں بس سڑک کے بیریئر سے ٹکرا کر الٹ گئی۔

بونڈائی حملے کے بعد آسٹریلوی انٹیلی جنس کی کارروائی، حملے میں ملوث دہشت گرد گروہ کا انکشاف

سڈنی، (ایجنسیاں) بونڈائی حملے کے بعد آسٹریلوی انٹیلی جنس نے کارروائی کی جس میں ایک بڑے دہشت گرد نیٹ ورک کا انکشاف کیا گیا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق آسٹریلوی حکام نے بتایا کہ سڈنی میں ہونے والے دہشت گرد حملے میں ملوث ایک بڑے نیٹ ورک کا انکشاف کیا ہے۔ اس حوالے سے چار مزید ملزمین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آسٹریلوی حکام کا کہنا ہے کہ ان چار ملزمین کو سزا سنائے جانے تک تفتیش کے دائرے میں رکھا جا رہا ہے۔ دوسری جانب ایک خبر ایجنسی کے مطابق بونڈائی حملے میں ملوث زخمی ملزم کو آج اسپتال سے جیل منتقل کر دیا جائے گا۔ اکتوبر میں ریکارڈ ویڈیو میں دونوں ملزمان نے یہودیوں کے خلاف جذبات کا اظہار بھی کیا تھا۔ آسٹریلیا کے ساحل پر فائرنگ کر کے 15 افراد کی ہلاکت کے واقعے کے بارے میں پولیس نے یہ بھی کہا کہ حملہ کرنے والے دونوں افراد نے اس حملے کے لیے تربیت بھی حاصل کی تھی۔ اس حوالے سے آسٹریلوی وزیراعظم نے کہا ہے کہ ایوان انتہا پسند، نفرت انگیز بیانات کے خلاف نئے قوانین کی حمایت کرے۔ آسٹریلوی حکام نے بونڈائی حملہ آوروں کی فونز سے لی گئی چند وڈیوز اور تصاویر بھی میڈیا کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ ایک تصویر میں ساجد اکرم کو شوٹنگ کی تربیت حاصل کرتے ہوئے دیکھایا گیا ہے۔ حاصل کردہ تصاویر میں داعش کا جھنڈا بھی دیکھایا گیا ہے۔ سڈنی پولیس نے بونڈائی حملے کی تحقیقاتی رپورٹ عدالت میں پیش کر دی ہے۔

کینیڈین پولیس کا دہشت گردی میں ملوث ایک اور افغان شہری گرفتار کرنے کا دعویٰ

اوٹاوا، (ایجنسیاں): کینیڈا میں دہشت گردی میں مبینہ طور پر ملوث ایک اور افغان شہری کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ افغان جریدہ 'ہشت صبح' کے مطابق کینیڈا پولیس نے دہشت گردی کے الزامات میں افغان شخص کو گرفتار کر لیا۔ کینیڈین پولیس کے مطابق 26 سالہ افغان شہری ولید خان کو ٹورنٹو میں دہشت گردانہ سرگرمیوں اور داعش سے مبینہ تعلقات کے الزامات پر گرفتار کیا گیا، افغان شہری ولید خان داعش کو مالی وسائل اور سوشل میڈیا اکاؤنٹس فراہم کرنے اور قتل کے منصوبے بنانے میں بھی ملوث ہے۔ کینیڈین پولیس نے انکشاف کیا کہ افغان شہری ولید خان نے نامعلوم افراد کے ساتھ مل کر دہشت گردانہ جرائم انجام دینے کی سازش بھی کی۔ کینیڈا کے شہر پیل کے ریجنل پولیس آفیسر کے مطابق گرفتاری کے دوران افغان دہشت گرد ولید خان سے بھاری اسلحہ اور گولہ بارود بھی برآمد کیا گیا۔ ہشت صبح کے مطابق ولید خان کی گرفتاری سے ایک روز قبل آسٹریا میں ایک افغان پناہ گزین کو منشیات سے متعلق جرائم کے الزامات میں گرفتار کر کے افغانستان بھیجا گیا تھا۔ افغان طالبان رجیم کے زیر انتظام افغانستان دہشت گردی، سنگین جرائم اور منشیات کی پیداوار جاری رکھے ہوئے ہے۔ افغان طالبان رجیم کے سائے تلے بے لگام دہشت گرد گروہ پوری دنیا کے لیے سنگین چیلنج بن چکے ہیں۔

اپسٹین فائلز سے ٹرمپ کی تصویر ہٹانے پر شدید ردعمل کے بعد تصویر دوبارہ شامل کر دی گئی

ڈپٹی اٹارنی جنرل ٹوڈ بلانش کی وضاحت، دستاویزات میں صرف وہی حصے سینسر کیے جا رہے ہیں جو قانون کے تحت ضروری ہیں

واشنگٹن، (یو این آئی) امریکی محکمۂ انصاف نے جیفری اپسٹین سے متعلق حال ہی میں جاری کی گئی فائلز میں سابق امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی ایک تصویر دوبارہ شامل کر دی ہے۔ یہ تصویر عارضی طور پر ہٹا دی گئی تھی جس کے سبب سوشل میڈیا اور سیاسی حلقوں سے شدید ردعمل سامنے آیا تھا۔ امریکی محکمۂ انصاف کے مطابق یہ تصویر نیویارک کے سدرن ڈسٹرکٹ کی جانب سے نظر ثانی کے لیے نشان زد کی گئی تھی تاکہ ممکنہ طور پر متاثرین کی شناخت کو تحفظ دیا جا سکے تاہم بعدازاں جائزے کے بعد واضح ہوا کہ تصویر میں اپسٹین کے کسی متاثرہ فرد کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں جس کے بعد تصویر بغیر کسی ترمیم یا سینسر کے دوبارہ شائع کر دی گئی ہے۔ متنازع دو تصاویر میں شامل ایک میں ڈونالڈ ٹرمپ خواتین کے ایک گروپ کے ساتھ دکھائی دے رہے ہیں جبکہ دوسری تصویر میں ٹرمپ اپنی اہلیہ میلانیا ٹرمپ، جیفری اپسٹین اور اس کی ساتھی گھسلین میکسویل کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی دستاویز میں سابق صدر بل کلنٹن اور پوپ جان پال دوم کے ساتھ اپسٹین کی تصاویر بھی شامل تھیں۔ محکمۂ انصاف نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر جاری کیے گئے اپنے ایک بیان میں کہا کہ احتیاط کے طور پر تصویر کو عارضی طور پر ہٹایا گیا تھا لیکن جائزے کے بعد یہ طے پایا کہ اس میں کسی متاثرہ فرد کی تصویر موجود نہیں۔ ڈپٹی اٹارنی جنرل ٹوڈ بلانش نے واضح کیا کہ دستاویزات میں صرف وہی حصے سینسر کیے جا رہے ہیں جو قانون کے تحت ضروری ہیں۔ سیاستدانوں یا دیگر افراد کے نام نہیں چھپائے جا رہے سوائے اس صورت کے کہ وہ متاثرہ فریق ہوں۔ یہ فائلز وفاقی ججوں کی اجازت کے بعد جاری کی گئیں جن میں اپسٹین اور اس کی ساتھی گھسلین میکسویل کے خلاف گرینڈ جیوری کے ریکارڈ شامل ہیں۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق جاری کی گئی فائلز میں ڈونالڈ ٹرمپ کا نام شاذ و نادر ہی سامنے آیا ہے۔ واضح رہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ اور جیفری اپسٹین ماضی میں ایک دوسرے کے قریبی سمجھے جاتے تھے اور اپسٹین سے متعلق فائلز کی اشاعت کے معاملے پر پہلے بھی سیاسی بحث جاری رہی ہے۔

متنازع دو تصاویر میں شامل ایک میں ڈونالڈ ٹرمپ خواتین کے ایک گروپ کے ساتھ دکھائی دے رہے ہیں جبکہ دوسری تصویر میں ٹرمپ اپنی اہلیہ میلانیا ٹرمپ، جیفری اپسٹین اور اس کی ساتھی گھسلین میکسویل کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی دستاویز میں سابق صدر بل کلنٹن اور پوپ جان پال دوم کے ساتھ اپسٹین کی تصاویر بھی شامل تھیں۔

مشرقی غزہ میں قابض اسرائیل کی فائرنگ سے دو فلسطینی شہید، جنوبی علاقوں پر فضائی اور توپخانے کی بمباری

غزہ: غزہ کی پٹی میں پیر کے روز قابض اسرائیل کی جارحانہ کارروائیوں کے نتیجے میں دو فلسطینی شہری شہید ہو گئے۔ یہ خونریز واقعات قابض اسرائیل کی جانب سے 10 اکتوبر کو طے پانے والی جنگ بندی کی مسلسل خلاف ورزیوں کا تسلسل ہیں۔

غزہ میں سول ڈیفنس نے اعلان کیا ہے کہ مشرقی غزہ کے علاقے الشجاعیہ محلہ میں نام نہاد بلیو لائن کے قریب قابض اسرائیلی ڈرون طیارے کی فائرنگ سے ایک فلسطینی شہری شہید ہوا طبی ذرائع کے مطابق ایک اور فلسطینی شہری مشرقی غزہ میں واقع الشجاعیہ عدالت کے قریب قابض اسرائیل کی فائرنگ کا نشانہ بن کر جام شہادت نوش کر گیا۔

اسی دوران قابض اسرائیلی فوج نے غزہ کی پٹی کے مختلف علاقوں پر توپخانے اور فضائی حملوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ قابض اسرائیلی طیاروں نے جنوبی غزہ میں رفح شہر اور خان یونس شہر کے مشرقی علاقوں پر شدید بمباری کی۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف علاقوں میں گھروں کو بارودی مواد سے اڑانے کی کارروائیاں دوبارہ شروع کی گئیں جبکہ قابض اسرائیلی فوج نے جبالیہ کیمپ کی جانب پیش قدمی بھی کی۔ وسطی غزہ میں قابض اسرائیلی فوج کے توپخانے نے المغازی کیمپ کے مشرقی علاقوں کو نشانہ بنایا جس کے باعث علاقے میں شدید بے چینی پھیل گئی اور نشانہ بننے والے مقامات کے قریب پناہ گزینوں کی سلامتی پر خدشات میں اضافہ ہو گیا۔

یہ تمام حملے ایسے وقت میں ہو رہے ہیں جب محصور غزہ شدید انسانی بحران کا شکار ہے جہاں بنیادی ضروریات کی شدید قلت ہے اور بمباری سے متاثرہ عمارتوں کے منہدم ہونے سے ان میں رہنے والے شہریوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔

دوسری جانب غزہ میں وزارت صحت نے پیر کے روز اعلان کیا ہے کہ قابض اسرائیل کی جانب سے اکتوبر سنہ 2023ء میں شروع کی گئی نسل کش جنگ جو دو برس سے جاری ہے اس کے نتیجے میں شہدا کی مجموعی تعداد بڑھ کر 70937 ہو گئی ہے جبکہ 171192 فلسطینی زخمی ہو چکے ہیں۔

وزارت صحت نے اپنے شماریاتی بیان میں بتایا کہ گذشتہ 48 گھنٹوں کے دوران غزہ کے ہسپتالوں میں 12 شہدا لائے گئے جن میں 4 نئے شہید شامل تھے جبکہ 8 لاشیں ملبے تلے سے نکالی گئیں اس کے علاوہ 7 زخمیوں کو بھی ہسپتال منتقل کیا گیا۔

بیان میں مزید کہا گیا کہ قابض اسرائیلی فوج نے 10 اکتوبر کے بعد جنگ بندی کی خلاف ورزیوں کے دوران اب تک 405 فلسطینیوں کو شہید کیا اور 1115 کو زخمی کیا ہے۔ وزارت نے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ گذشتہ قابض اسرائیلی بمباری سے متاثرہ عمارتوں کے منہدم ہونے کے باعث شہید ہونے والے فلسطینیوں کی تعداد بڑھ کر 15 ہو گئی ہے۔ ایک اور بیان میں وزارت صحت نے ہسپتالوں میں ادویات کے ذخائر کی خطرناک حد تک کمی کی تصدیق کی اور بتایا کہ ادویات کی قلت 52 فیصد جبکہ طبی استعمال کی اشیا کی کمی 71 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔

عالمی ادارہ صحت کے ڈائریکٹر جنرل ٹیڈروس اُدھانوم گیبریئسس نے خبردار کیا ہے کہ نیسان سنہ 2026ء تک غزہ میں ایک لاکھ سے زائد بچے اور 37 ہزار حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین شدید غذائی قلت کا شکار ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غزہ میں قحط کے خلاف کی جانے والی کوششیں نہایت کمزور حالت میں ہیں۔

ادھر خان یونس کے میئر نے اعلان کیا ہے کہ بلدیہ کو ایندھن کی فراہمی میں اچانک اور شدید کمی کا سامنا ہے جس کے باعث متاثرہ علاقوں سے ملبہ ہٹانے کا عمل معطل ہو گیا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ بعض مقامی تنظیموں کی جانب سے فراہم کی جانے والی مشینری ضروریات پوری کرنے کے لیے ناکافی ہے جس سے شہر میں نقصانات کے ازالے کا کام مزید مشکل ہو گیا ہے۔ صورتحال کی سنگینی کے پیش نظر حماس نے ثالثوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قابض اسرائیل کی خلاف ورزیوں کو رکوانے کے لیے فوری مداخلت کریں اور تل ابیب پر دباؤ ڈالیں کہ وہ حقیقی تعمیر نو کا عمل شروع کرے تاکہ فلسطینیوں کی جانیں بچائی جا سکیں۔

اطلاعات کے مطابق غزہ معاہدے کے دوسرے مرحلے سے متعلق امور آئندہ ہفتے وائٹ ہاؤس میں متوقع ملاقات کے دوران امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور قابض اسرائیل کے وزیراعظم بنجمن نیتن یاھو کے مذاکرات کا اہم موضوع ہوں گے۔

دریں اثناء قابض اسرائیلی فوج اور انتہا پسند صہیونی آبادکاروں نے مغربی کنارے کے مختلف علاقوں اور القدس شہر میں جدا جدا حملے کیے جن کے نتیجے میں 10 فلسطینی زخمی ہو گئے۔ یہ حملے اس وقت کے بعد ہوئے جب

قابض فوج نے جنین میں قباطیہ اور السیلہ الحارثیہ پر دھاوا بولا۔ اس کارروائی کا انجام دو فلسطینیوں کی شہادت پر ہوا جن میں ایک کمسن بچہ بھی شامل تھا۔ فلسطینی ہلال احمر نے بتایا کہ اس کے عملے نے شمالی القدس میں الرام بلدہ کے قریب نسلی دیوار کے پاس دو نوجوانوں کو براہ راست گولی مار کر زخمی کیا۔ انہیں طبی امداد فراہم کی اور انہیں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ یہ واقعہ اسی مقام پر چند گھنٹے قبل جنین شہر سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان اور پچاس سالہ شہری کے زخمی ہونے کے بعد پیش آیا۔

اریحا میں قابض فوجیوں نے عقبہ جبر پناہ گزین کیمپ کے جنوب میں سابق اسیر رمزی فواز بلہان کے گھر پر دھاوا بولتے ہوئے دو نوجوانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کے بعد ایمبولینس عملے نے انہیں طبی امداد فراہم کی۔

طولکرم شہر کے مشرق میں نور شمس پناہ گزین کیمپ کے اطراف قابض فوج کی فائرنگ سے ایک نوجوان زخمی ہوا۔ مقامی ذرائع کے مطابق نوجوان کیمپ کے مغربی داخلی راستے کے قریب موجود تھا کہ فوجیوں نے اس پر براہ راست گولیاں برسائیں جس سے اس کی دونوں ٹانگیں زخمی ہو گئیں۔

ادھر صہیونی آبادکاروں کے حملوں میں قلقیلیہ کے مشرق میں کفر قدوم اور طولکرم کے مشرق میں بیت لید کے درمیان تین فلسطینیوں کو تشدد کے ذریعے زخمی کیا گیا۔ فلسطینی وزارت صحت نے گذشتہ شام اعلان کیا کہ محافظہ جنین میں قابض اسرائیل کی فائرنگ سے دو شہری شہید ہوئے جن میں ایک بچہ بھی شامل ہے۔ شہدا میں السیلہ الحارثیہ بلدہ سے تعلق رکھنے والے 22 سالہ نوجوان احمد سائد زیود اور قباطیہ بلدہ سے تعلق رکھنے والے 16 سالہ بچہ ریان محمد عبدالقادر ابومعلہ شامل ہیں جبکہ قابض افواج نے بچے کی لاش کو تحویل میں لے رکھا ہے۔ ہلال احمر نے وضاحت کی کہ قابض افواج نے قباطیہ میں ایک شدید زخمی تک اس کے عملے کی رسائی روک دی جس کے باعث زخمی نوجوان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گیا۔

ماورائے عدالت قتل عام کی پالیسی

اسی تناظر میں عبرانی اخبار 'یدیعوت احرونوت' نے عسکری ذرائع کے حوالے سے انکشاف کیا کہ قابض فوج نے مغربی کنارے میں فلسطینیوں کے خلاف براہ راست قتل کی نیت سے فائرنگ کی پالیسی نافذ کرنا شروع کر دی ہے خصوصاً ان افراد کے خلاف جن پر پتھراؤ کا شبہ ہو۔ رپورٹ کے مطابق اس پالیسی کا پہلا واقعہ گذشتہ شام قباطیہ میں پیش آیا جہاں بچہ ریان ابومعلہ شہید ہوا۔

تاہم قصبے کے شہریوں نے قابض فوج کے بیانیے کو مسترد کرتے ہوئے واضح کیا کہ بچہ کسی قسم کا خطرہ نہیں تھا۔ نگرانی کیمروں کی فوٹیج نے بھی یہ حقیقت آشکار کی کہ فائرنگ کے وقت وہ اطمینان سے چل رہا تھا اور اسے علاقے میں فوجی موجودگی کا علم تک نہیں تھا۔

شہید کے اہل خانہ نے بتایا کہ ریان کھیل کی تربیت سے واپس آ رہا تھا اور اچانک قریب سے گولیاں ماردی گئیں۔

اخبار کے مطابق قابض افواج کو نئی میدانی ہدایات دی گئی ہیں جن کے تحت کسی بھی مشتبہ فلسطینی کو جان سے مار دینے کی اجازت دی گئی ہے چاہے معاملہ محض پتھراؤ کا ہی کیوں نہ ہو۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ قباطیہ میں یونٹ سیرت المظلیین کے فوجیوں نے اسی بنیاد پر بچے کو نشانہ بنایا۔

قابض فوج نے اپنے بیان میں دعویٰ کیا کہ اس نے فائرنگ کر کے حملہ آور کو ہلاک کیا جبکہ فلسطینی ذرائع نے تصدیق کی کہ بچہ موقع پر ہی شہید ہو گیا اور کسی حقیقی خطرے کا باعث نہیں تھا۔ السیلہ الحارثیہ بلدہ میں پیش آنے والے ایک اور واقعے میں یدیعوت احرونوت کے مطابق نوجوان احمد سائد زیود کو ایک مبینہ دستی بم پھینکنے کے الزام میں شہید کیا گیا حالانکہ کسی فوجی کے زخمی ہونے کی اطلاع نہیں ملی۔

اخبار نے مزید لکھا کہ یہ دونوں واقعات سرحدی محافظ دستوں کی اس یونٹ کی واپسی کے بعد پیش آئے ہیں جسے چند ہفتے قبل جنین میں دو فلسطینیوں کی شہادت کے واقعے پر بین الاقوامی تنقید کا سامنا کرنا پڑا تھا حالانکہ دونوں نے گرفتاری کے وقت مزاحمت نہیں کی تھی۔

قابض فوج کے وسطی کمان نے دعویٰ کیا کہ ان واقعات اور مہلک فائرنگ میں اضافے کے درمیان کوئی براہ راست تعلق نہیں تاہم اسی کے ساتھ ایسی میدانی ہدایات کے اجرا کا اعتراف بھی کیا جن سے فوجیوں کو جان لیوا طاقت کے وسیع اختیارات مل گئے ہیں۔

رپورٹ کے اختتام پر کہا گیا کہ قابض اسرائیل اس سفاک پالیسی کو نام نہاد ردع کے جواز کے تحت پیش کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس سے دن دہاڑے پناہ گزین کیمپوں پر حملے ممکن ہو سکیں گے حالانکہ اسی دوران اسرائیلی گاڑیوں پر پتھراؤ اور آتش گیر بوتلیں پھینکنے کے واقعات میں اضافہ تسلیم کیا گیا ہے۔

غزہ کے 38 لاپتا فلسطینیوں کی صہیونی عقوبت خانوں میں قید کیے جانے کا انکشاف

غزہ: انسانی حقوق کی دو تنظیموں نے غزہ سے تعلق رکھنے والے 38 فلسطینی اسیران کی حراست کی جگہوں کا انکشاف کیا ہے جنہیں قابض اسرائیل نے مختلف جیلوں اور فوجی کیمپوں میں قید کر رکھا ہے۔ فلسطینی محکمہ امور اسیران اور کلب برائے اسیران فلسطین نے ایک فہرست جاری کی ہے جس میں غزہ کی پٹی سے گرفتار کیے گئے اسیران کے نام شامل ہیں۔ ان تنظیموں کو قابض اسرائیلی فوج کی جانب سے باضابطہ طور پر ان اسیران کی حراست کی جگہوں سے متعلق معلومات موصول ہوئیں۔ پیر کے روز جاری مشترکہ بیان میں دونوں اداروں نے واضح کیا کہ غزہ کے اسیران کی ایک بڑی تعداد تاحال جبری گمشدگی کے سنگین جرم کا شکار ہے اور قابض حکام نے نہ تو ان کے انجام سے آگاہ کیا ہے اور نہ ہی ان کی قید گاہوں کا انکشاف کیا ہے۔ کمیٹی اور کلب برائے اسیران نے زور دیا کہ غزہ کے اسیران کو ان کے انجام کے اعلان کے بغیر قید میں رکھنا بین الاقوامی انسانی قانون کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ تمام لاپتا افراد کے انجام کو ظاہر کرنے کے لیے دباؤ ڈالا جائے اور اسیران کے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے۔

دفتر برائے اطلاعات اسیران نے بتایا کہ دیمون جیل میں قید فلسطینی خواتین اسیرات کے خلاف خطرناک اور مسلسل مظالم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان مظالم میں جیل کے حصوں پر پرتشدد یلغار، جبراً حجاب اتارنا اور تشدد کے ذریعے حملے شامل ہیں جو تمام انسانی قوانین اور اقدار کی صریح پامالی ہے۔ دفتر نے وضاحت کی کہ جیل حکام نے اسیرات کو زبردستی صحن میں نکالا، زمین پر بٹھایا پھر ان کے سروں سے حجاب اتارے اور انہیں مارا پیٹا۔ اس کے ساتھ ساتھ کتوں اور صوتی بموں کا استعمال کر کے انہیں خوف زدہ کیا گیا۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ ان حملوں کے نتیجے میں متعدد اسیرات زخمی ہوئیں۔ یہ حملے موجودہ ماہ دسمبر کے دوران مسلسل چار مرتبہ کیے گئے جس سے ان کی جسمانی اور نفسیاتی سلامتی کے بارے میں شدید خدشات جنم لے رہے ہیں۔ جاری کردہ فہرست میں مختلف جیلوں اور فوجی کیمپوں میں قید اسیران کے نام شامل ہیں جن میں نقب، نفحہ، عسقلان، نیتسان۔ الرملہ جیلیں اور سدیہ تیمان کیمپ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اسیران ایسے بھی ہیں جنہیں ملاقات سے محروم رکھا گیا ہے۔

Sahafat Urdu Daily Birmingham (U.K.) Web Edition, Published by Nagma Amir from Teddington Grove, Perry Barr, Birmingham B 42IRG U.K.
Proprietor and Group Editor: Aman Abbas, Resident Editor: Amir Mehdi, (Responsible for the selection of News) Bureau Chief: Nagma Amir, E-mail: naghmaamir@rediffmail.com, Mobile:+447897386368

روزنامہ صحافت

کوئی نام نہیں، کام کی ضرورت ہے

وی بی جی رام جی بل، دیہی روزگار کی پالیسی میں ایک بڑی تبدیلی، نے وکست بھارت روزگار اور روزی روٹی گارنٹی مشن (گرامین) نے صدارتی منظوری حاصل کر لی ہے۔ پہلے مہاتما گاندھی ایمپلائمنٹ گارنٹی اسکیم (MGNREGA) کے نام سے جانا جاتا تھا، اس کا نام تبدیل کر دیا گیا۔ تاہم نام کے ساتھ اسکیم کا فارم بھی بدل گیا ہے۔ پہلے 100 دن کا کام ملتا تھا لیکن اب 125 دن ملیں گے۔ تاہم اجرت وہی رہے گی۔ اس سے پہلے مرکزی حکومت اس اسکیم کو 100% فنڈ دیتی تھی۔ اب مرکزی حکومت کا حصہ 60 فیصد ہوگا، جب کہ ریاستی حکومتیں 40 فیصد حصہ ڈالیں گی۔ پہلے درخواست دہندگان کو 15 دن کے اندر کام مل جاتا تھا۔ اب اگر کام نہیں ملتا ہے تو ریاستی حکومت بے روزگاری الاونس فراہم کرے گی۔ منریگا کا مقصد دیہی غربت کو دور کرنا تھا۔ فی الحال، وی بی جی رام جی کو وکست بھارت کے حصے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ نئی اسکیم کی ڈیجیٹل نگرانی کی جائے گی۔ دیہی روزگار گارنٹی کونسلیں قائم کی جائیں گی، اور اسٹیئرنگ کمیٹیاں بھی بنائی جائیں گی۔ گرام پنچایت کی سطح پر تیار کردہ اسکیموں کو پی ایم وکاس گتی شکتی (پی ایم وکاس گتی شکتی) سے منسلک کیا جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ تبدیلی کیوں ضروری تھی؟ حکمراں پارٹی کا دعویٰ ہے کہ منریگا بے سمت تھی۔ بنیادی مقصد غریب خاندان کے ایک فرد کو کام فراہم کرنا تھا۔ اب، نئی اسکیم اتنی بے سمت نہیں رہے گی۔ حکومت کا ماننا ہے کہ گاؤں میں تبدیلی آئی ہے۔ بھوک میں کمی آئی ہے، اور دیہی بے روزگاری اب اتنا بڑا چیلنج نہیں ہے۔ لیکن اس حقیقت کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے؟ چیلنجز اب بھی موجود ہیں۔ حکومت کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ دیہی ہندوستان کا سماجی اور اقتصادی ڈھانچہ بدل رہا ہے۔ وہاں ڈیجیٹل ادائیگیاں پہنچ گئی ہیں، بینک آ چکے ہیں، اور بہتر رابطہ ہے۔ تاہم، منریگا کو دھوکہ دہی اور فنڈز کے غلط استعمال کا سامنا تھا۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پنجاب جیسی ریاستوں میں مزدور اتنی کم اجرت پر کام کرنے کو تیار نہیں ہیں، اس لیے جعلی ڈیٹا کے ذریعے ادائیگیاں کی جا رہی ہیں۔ لیکن اب صورتحال بدل جائے گی۔ دوسری طرف، اپوزیشن پوچھتی ہے، کیا منریگا کو دوبارہ نہیں بنایا جا سکتا تھا؟ مہنگائی کی شرح کو دیکھتے ہوئے اجرتوں میں اضافہ ضروری تھا۔ تاہم اجرتوں میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ صرف پچیس کام کے دنوں کا اضافہ کیا گیا۔ ریاستی حکومتیں پہلے ہی اپنے خالی خزانے پر افسوس کا اظہار کر رہی ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہیں دیہی ترقیاتی فنڈ اور جی ایس ٹی سے مناسب ادائیگیاں نہیں مل رہی ہیں، اور انہیں معاوضہ بھی نہیں دیا جاتا ہے۔ اب، ان پر اسکیم کے 40 فیصد حصہ کا بوجھ پڑا ہے۔ ریاستی حکومتیں مرکزی حکومت سے مالی امداد کی توقع کر رہی تھیں، لیکن اب ان کی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ دیہی ترقی کو تیز کرنا چاہتی ہیں تو مرکزی حکومت کے ساتھ مل کر اپنا حصہ ڈالیں۔ حکومت نے اسکیم کا مقصد واضح کر دیا ہے۔ یہ بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کرے گا، معاش کے لیے سرمایہ پیدا کرے گا، اور آلودگی پر قابو پائے گا۔ یہ مایوس کن ہے کہ اس معاملے پر پارلیمنٹ میں یا باہر کوئی سنجیدہ بحث نہیں ہوئی۔ اس کا نام تبدیل کرنے پر بحث ہوتی رہی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر دیہی روزگار کی اس اسکیم کو بامعنی بنانا ہے تو اس کے لیے مالی مختص میں اضافہ کرنا ہوگا۔ اگرچہ مرکزی حکومت نے نئی اسکیم میں مالی مختص میں اضافہ نہیں کیا ہے، لیکن اس کا بوجھ یقینی طور پر ریاستی حکومتوں پر ڈالا گیا ہے۔ ویسے بھی، مرکز اور غیر بی جے پی حکومتوں کے درمیان رابطے کی کمی کو دیکھتے ہوئے، جہاں ڈبل انجن والی حکومتیں نہیں ہے، یہ دیکنا باقی ہے کہ اس نئی اسکیم کا مستقبل کیا ہوگا۔

افغانستان کی معیشت میں تیزی کیسے آئی؟

اسد مرزا

افغانستان میں طالبان کی موجودہ حکومت کے زیر اقتدار آنے کے بعد عالمی سطح پر یہ توقع کی جا رہی تھی کہ طالبان حکومت ملک کی معیشت کو فروغ نہیں دے پائے گی، لیکن ناقدین کو غلط ثابت کرتے ہوئے طالبان نے جس طرح کے معاشی اقدام کیے ہیں اس سے ملک کی معیشت میں مثبت تبدیلی آئی ہے۔

عالمی بینک کا کہنا ہے کہ مسلسل دو برسوں سے افغان معیشت میں وسعت آ رہی ہے اور اس کے پیچھے دو اہم عوامل، کم افراطِ زر اور بڑھتی ہوئی آمدن کارفرما ہیں۔ 'افغانستان ڈویلپمنٹ اپ ڈیٹ' کے نام سے ورلڈ بینک کی تازہ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ افغان معیشت کو اب بھی آبادی میں تیزی سے اضافے، بڑھتے تجارتی خسارے اور غربت جیسے کئی چیلنجز درپیش ہیں۔

رپورٹ کے مطابق سنہ 2025 میں افغانستان کی مجموعی قومی پیداوار (جی ڈی پی) 4.3 فیصد تک بڑھنے کی توقع ہے۔ سنہ 2024 میں افغانستان کی جی ڈی پی 2.5 فیصد تھی۔ ورلڈ بینک نے خبردار کیا کہ افغانستان میں آبادی میں اضافہ، جو 2025 تک تقریباً 6.8 فیصد ہوگا، فی کس جی ڈی پی کو تقریباً چار فیصد کم کر دے گا۔

ورلڈ بینک نے افغانستان کی معیشت کے بارے میں کیا کہا؟

عالمی بینک کا کہنا ہے افغانستان میں معاشی پیداوار میں اضافے کی 'سب سے بڑی وجہ ایران اور پاکستان سے واپس آنے والے 20 لاکھ سے زیادہ پناہ گزین ہیں جن سے افراطِ زر میں اضافہ ہوا۔ خدمات اور صنعتی شعبے میں سرگرمیاں تیز ہوئیں۔' اس کے علاوہ افغانستان کے زرعی شعبے نے گندم کی غیر معمولی پیداوار حاصل کی ہے جبکہ کان کنی اور تعمیرات کے شعبے نے بھی ترقی میں کردار ادا کیا ہے۔

تاہم رپورٹ میں خبردار کیا گیا کہ آبادی میں تیز اضافہ، جو 2025 تک تقریباً 8.6 فیصد ہوگا، فی کس جی ڈی پی کو تقریباً چار فیصد کم کر دے گا۔ یاد رہے کہ ورلڈ بینک کے ڈیٹا کے مطابق سنہ 2024 میں پاکستان کی فی کس جی ڈی پی 1487 ڈالر جبکہ سنہ 2023 میں افغانستان کی فی کس جی ڈی پی 413 ڈالر تھی۔

رپورٹ کے مطابق افغانستان میں افراطِ زر 2025 میں اوسطاً دو فیصد رہنے کی توقع ہے جو خطے میں سب سے کم ہے۔ اس کی وجہ 'خوراک کی قیمتوں میں استحکام اور قومی کرنسی کی مضبوطی' بتائی گئی ہے لیکن عالمی بینک کا کہنا ہے کہ قیمتوں کے استحکام سے ظاہر ہے کہ افغانستان درآمدات پر زیادہ انحصار کریگا اور بیرونی معاشی جھٹکوں سے معیشت کمزور ہو سکتی ہے۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ٹیکس کا نظام بہتر ہوا ہے اور اندازہ ہے کہ 2025 تک گھریلو ٹیکس محصولات جی ڈی پی کے 17.1 فیصد تک پہنچ جائیں گے جو سخت قانون نافذ کرنے اور بہتر ٹیکس وصولی کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ تاہم غیر ملکی امداد میں کمی نے حکومت کے مجموعی بجٹ کو محدود کر دیا ہے جس کے باعث ملک اب بھی عطیہ دہندگان اور تجارت سے متعلقہ ٹیکسوں پر بھاری انحصار کرتا ہے۔

رپورٹ میں افغانستان کے بینکاری شعبے کی کمزوری کی نشاندہی کی گئی ہے، جیسے نگرانی میں غیر یقینی صورتحال، بڑھتے ہوئے نادہندہ قرضے اور قرض کے نظام میں سختیاں۔ عالمی بینک کے مطابق حالیہ برسوں میں نقدی کا بڑا

> عالمی بینک نے زور دیا ہے کہ افغانستان میں پائیدار معاشی بحالی کے لیے اصلاحات ضروری ہیں، جو نجی سرمایہ کاری کو بڑھائیں، مالی خدمات کو وسعت دیں، برآمدات میں تنوع پیدا کریں اور واپس آنے والے پناہ گزین کو روزگار کے مواقع فراہم کرانے کے لیے استعمال کریں فارس حداد زروس نے کہا کہ پائیدار روزگار کو ممکن بنانے والی پالیسیاں افغانستان کے بین الاقوامی برادری سے مذاکرات سے جڑی ہیں۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے مرکزی ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے مہنگائی کی کم شرح کو بنیادی طور پر مقامی منڈیوں میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں نسبتاً استحکام اور غیر ملکی کرنسیوں کے مقابلے افغان کرنسی کی مضبوطی کو قرار دیا۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ سخت مالیاتی نظم وضبط، کرنسی کے بہاؤ پر بہتر کنٹرول اور قومی کرنسی میں بڑھتے ہوئے اعتماد نے عام شہریوں کو قیمتوں کے تیز اتار چڑھاؤ سے بچانے میں مدد کی ہے۔

حصہ بینکاری کے نظام سے باہر گردش کر رہا ہے۔

افغانستان میں عالمی بینک کے کنٹری ڈائریکٹر فارس حداد زروس نے کہا ھے کہ 'اگرچہ افغان معیشت میں بہتری کے آثار ہیں لیکن اسے اب بھی سنگین مالی مشکلات کا سامنا ہے اور گھریلو محصولات غیر ملکی امداد میں کمی کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔'

انھوں نے مزید کہا کہ 'یہ مسائل اس بڑے پیمانے پر پناہ گزین کی واپسی سے مزید بڑھ گئے ہیں جس نے نوجوانوں میں بے روزگاریمیں اضافہ ہوا ہے اور معیشت میں موجودہ کمزوریوں کو بڑھا دیا ہے۔'

'نجی شعبے کے ذریعے روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی فوری ضرورت ہے، خاص طور پر نوجوانوں اور خواتین کے لیے ورلڈ رپورٹ کے مطابق افغانستان میں ہر چار میں سے ایک نوجوان بے روزگار ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کی معاشی شمولیت اور تعلیم پر پابندیاں انسانی وسائل کی ترقی اور مستقبل کی ترقی کی صلاحیت کو کمزور کر رہی ہیں۔

عالمی بینک کا کہنا ہے کہ افغانستان میں معاشی پیداوار میں اضافے کی 'سب سے بڑی وجہ ایران اور پاکستان سے واپس آنے والے 20 لاکھ سے زیادہ پناہ گزین ہیں' عالمی بینک کا کہنا ہے کہ افغانستان کو گذشتہ دو دہائیوں میں پناہ گزین کی سب سے بڑی واپسی کا سامنا ہے۔ ادارے کے اندازے کے مطابق 'ستمبر 2023 سے جولائی 2025 کے درمیان تقریباً 40 سے 47 لاکھ افراد ملک واپس آئے ہیں۔' رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس صورتحال نے لیبر مارکیٹ اور عوامی خدمات پر شدید دباؤ ڈالا ہے، خاص طور پر سرحدی علاقوں اور شہری مراکز میں۔

عالمی بینک نے زور دیا ہے کہ افغانستان میں پائیدار معاشی بحالی کے لیے اصلاحات ضروری ہیں، جو نجی سرمایہ کاری کو بڑھائیں، مالی خدمات کو وسعت دیں، برآمدات میں تنوع پیدا کریں اور واپس آنے والے پناہ گزین کو روزگار کے مواقع فراہم کرانے کے لیے استعمال کریں' فارس حداد زروس نے کہا کہ پائیدار روزگار کو ممکن بنانے والی پالیسیاں افغانستان کے بین الاقوامی برادری سے مذاکرات سے جڑی ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے مرکزی ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے مہنگائی کی کم شرح کو بنیادی طور پر مقامی منڈیوں میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں نسبتاً استحکام اور غیر ملکی کرنسیوں کے مقابلے افغان کرنسی کی مضبوطی کو قرار دیا۔ انہوں نے نوٹ کیا کہ سخت مالیاتی نظم وضبط، کرنسی کے بہاؤ پر بہتر کنٹرول اور قومی کرنسی میں بڑھتے ہوئے اعتماد نے عام شہریوں کو قیمتوں کے تیز اتار چڑھاؤ سے بچانے میں مدد کی ہے۔

عالمی بینک کی رپورٹ میں مبینہ طور پر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ افغانستان کی معیشت، بین الاقوامی پابندیوں اور عالمی مالیاتی نظام تک محدود رسائی کی وجہ سے ابھی تک محدود ہے، لیکن اس میں ایڈجسٹمنٹ اور اندرونی لچک کے آثار ظاہر کیے ہیں۔ یہ قلیل مدتی استحکام میں معاون عوامل کے طور پر بہتر محصولات کی وصولی، بجٹ خسارے میں کمی اور عوامی اخراجات کی سخت نگرانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مجاہد نے کہا کہ امارت اسلامیہ اس رپورٹ کو مشکل حالات میں معیشت کو مستحکم کرنے کی کوششوں کے اعتراف کے طور پر دیکھتی ہے، اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ قیمتوں میں استحکام برقرار رکھنا اور عام افغانوں کی قوت خرید کا تحفظ کلیدی ترجیحات میں شامل ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ حکومت معاشی استحکام کو برقرار رکھنے اور آنے والے سالوں میں مہنگائی کے دباؤ کو مزید کم کرنے کے لیے ملکی پیداوار کو مضبوط بنانے، زراعت کو سپورٹ کرنے اور درآمدات کے انتظام پر توجہ مرکوز رکھے گی۔

دریں اثنا، چینی خبر رساں ایجنسی ژنہوا نے اطلاع دی ہے کہ افغان حکام نے شمالی صوبہ بلخ میں پیٹرولیم اور گیس کے ڈیلرز کے لیے ایک بڑے تجارتی مرکز کی تعمیر شروع کر دی ہے، صوبائی دارالحکومت مزار شریف میں واقع 5 ایکڑ پر مشتمل کمپلیکس 15 ملین امریکی ڈالر کی لاگت سے تعمیر کیا جا رہا ہے۔ افغانستان چیمبر آف کامرس اینڈ انویسٹمنٹ کے سربراہ، سید کریم ہاشمی نے کہا ہے کہ حکومت نے سرمایہ کاری کے لیے ایک محفوظ اور سازگار ماحول قائم کیا ہے، رپورٹ کے مطابق، تاجر ملک کی اقتصادی ترقی کو آگے بڑھانے کے لیے حکام کے ساتھ شراکت داری کر رہے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ جس طریقے سے طالبان حکومت نے اپنے ناقدین کو غلط ثابت کیا ہے اس سے ان کی سیاسی اور معاشی سوجھ بوجھ کا اندازہ ہوتا ہے۔ کچھ غیر جانبدار رپورٹوں کے مطابق افغانستان حکومت نے ملک کے مرکزی علاقے میں آبپاشی کے نظام کو مستحکم کیا ہے، پرانے نامکمل شدہ زرعی پروجیکٹس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اس کے علاوہ بدعنوانی پر کنٹرول کیا ہے اور دیگر ملکوں کے ساتھ باہمی تجارت کو کافی فروغ دیا ہے، جس کا مجموعی اثر ملک کی معیشت کی شاندار کارکردگی پر پڑا ہے اور اس کے ذریعہ اس کا ثمرہ سب کے سامنے ہے۔ ●●

سنجیدہ اور علمی انداز میں فریق مخالف کو کرارا جواب

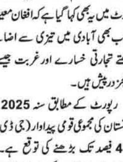

سید شاہ واصف حسن واعظی

کسی بھی زندہ اور بامعنی معاشرے کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہاں اختلاف رائے کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کیا اختلاف کو فکری ارتقا کی علامت سمجھا جاتا ہے یا دشمنی اور بغاوت کا نام دے دیا جاتا ہے؟ کیا سوال کو علم کی جستجو مانا جاتا ہے یا ایمان کی کمزوری؟ یہی وہ بنیادی پیمانے ہیں جن سے کسی سماج کی فکری صحت اور ذہنی بلوغت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حالیہ دنوں وجود باری تعالیٰ جیسے نہایت نازک، حساس اور گہرے موضوع پر مفتی شمائل ندوی اور معروف ادیب و شاعر جاوید اختر کے درمیان ہونے والا مکالمہ انہی سوالات کو ہمارے اجتماعی شعور کے سامنے پوری شدت کے ساتھ لے آیا۔

یہ گفتگو محض ایک رسمی مناظرہ نہیں تھی، بلکہ فکر اور احساس، دلیل اور تاثر، یقین اور سوال کے درمیان ایک سنجیدہ، باوقار اور تہذیب یافتہ مکالمہ تھا۔ یہ نشست اس لیے بھی غیر معمولی تھی کہ اس نے سامعین کو محض تماشائی بننے کے بجائے سوچنے، سوال کرنے اور مطالعے کی طرف راغب کیا۔ بالخصوص نوجوانوں اور طلبہ میں اس مکالمے کے بعد جس طرح فکری مباحث، حوالہ جاتی گفتگو اور کتابوں کی طرف رجحان پیدا ہوا، وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس طرح کی نشستیں محض وقتی دلچسپی نہیں بلکہ طویل المدت فکری اثرات بھی رکھتی ہیں۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ گفتگو کسی حتمی فیصلے یا نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہوئی، مگر شاید یہی اس کی سب سے بڑی کامیابی تھی۔ ہر مکالمہ کسی کو شکست دینے یا خاموش کرانے کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ بعض مکالمے ذہنوں میں سوالات پیدا کرنے، جمود توڑنے اور سوچ کے نئے دور کا آغاز کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ اس نشست میں ایک طرف مذہبی روایت، منظم علمی تیاری اور مضبوط استدلال کی نمائندگی تھی، جبکہ دوسری طرف جدید ذہن، جذباتی اپیل اور انکاری فکر کا اظہار۔ تاہم مجموعی طور پر یہ بات واضح رہی کہ علمی، منطقی اور فکری سطح پر برتری مفتی شمائل ندوی کے حصے میں رہی۔ مفتی شمائل ندوی اس مکالمے میں غیر معمولی تیاری، خود اعتمادی اور فکری یکسوئی کے ساتھ شریک ہوئے۔ ان کی گفتگو میں مطالعے کی گہرائی، کلاسیکی اور جدید فکری مباحث سے واقفیت، اور دلائل کی منطقی ترتیب نمایاں تھی۔ وہ جذباتی نعروں یا خطیبانہ جوش کے بجائے محققانہ انداز میں بات کر رہے تھے۔ ان کے پیش کردہ دلائل عقل سے مخاطب تھے، ذہن کو سوال سے جواب کی طرف لے جاتے تھے، اور یہ تاثر مضبوط کرتے تھے کہ مذہبی فکر محض تقلید کا نام نہیں بلکہ سنجیدہ فکری بنیاد رکھتی ہے۔

اس مکالمے نے خاص طور پر مدارس کے طلبہ سے متعلق پائی جانے والی اس غلط فہمی کو بھی

> اختلاف کے باوجود تلخی نہیں تھی، سوال کے باوجود بدتمیزی نہیں تھی، اور انکار کے باوجود نفرت نہیں تھی۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے معاشرے میں اب بھی باوقار، مہذب اور سنجیدہ مکالمے کی گنجائش موجود ہے۔ ایسے دور میں جب ہر اختلاف فوراً محاذ آرائی اور گالی گلوچ میں بدل جاتا ہے، یہ نشست ایک خوشگوار استثنا کے طور پر سامنے آئی۔ سب سے بڑھ کر یہ مکالمہ ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ عقیدہ ہو یا انکار، اصل امتحان انسانیت، اخلاق اور فکری دیانت کا ہے۔ مذہب اگر عقل سے کٹ جائے تو جمود کا شکار ہو جاتا ہے، اور عقل اگر اخلاق سے خالی ہو تو بے رحم بن جاتی ہے۔ ایسے مکالمے اس بات کی امید دلاتے ہیں کہ اگر ہم اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کر لیں، سوال سے گھبرانے کے بجائے اس کا سامنا کریں۔

کمزور کیا کہ وہ جدید فکری چیلنجز کا سامنا نہیں کر سکتے۔ مفتی شمائل کی منطقی قوت، استدلال کی پختگی اور اعتماد نے یہ واضح کر دیا کہ دینی پس منظر رکھنے والا عالم بھی جدید سوالات کو سمجھنے اور ان کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گفتگو کے بعد بہت سے سنجیدہ سامعین کے دلوں میں مذہبی علمی روایت کے لیے احترام میں اضافہ ہوا۔ دوسری طرف جاوید اختر اپنی مخصوص ادبی، جذباتی اور بے باک انداز کے ساتھ گفتگو میں شریک رہے۔ وہ کسی مناظرانہ یا تحقیقی تیاری کے بجائے اپنے پہلے سے معروف شکوک اور اعتراضات دہراتے نظر آئے۔ ان کی اصل قوت دلیل کے بجائے لفظ کی کاٹ، لہجے کی شدت اور جذباتی اپیل میں تھی۔ اگرچہ ان کے سوالات نئے نہیں تھے، مگر ان کی پیشکش میں ایک انسانی اضطراب اور داخلی کشمکش جھلکتی تھی، جو بعض سامعین کے لیے کشش کا باعث بنی۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ علمی اور منطقی سطح پر ان کا موقف کمزور اور دفاعی محسوس ہوا، اور کئی مواقع پر وہ دلیل کے بجائے تاثر کے سہارے گفتگو کو آگے بڑھاتے دکھائی دیے۔

یہاں یہ نکتہ بھی نہایت اہم ہے کہ اپنی ضد اور سخت موقف کے لیے مشہور جاوید اختر اس مکالمے کے دوران ایک ایسے نظریے کی طرف علانیہ مائل دکھائی دیے جو خود ان کے سابقہ موقف سے مختلف تھا، یعنی یہ کہ اکثریت کسی حد تک صحیح اور غلط کے تعین کا معیار بن سکتی ہے۔ یہ تبدیلی اس بات کا اشارہ تھی کہ مفتی شمائل کے منطقی دلائل نے انہیں کسی نہ کسی سطح پر متاثر ضرور کیا، اگرچہ انہوں نے اپنی فکری کمزوری کو کھل کر تسلیم کرنے کے بجائے گفتگو کا رخ بار بار اپنے طے شدہ دائرے کی طرف موڑنے کی کوشش کی۔ سامعین کی شمولیت نے اس مکالمے کو مزید وسعت دی۔ سوال و جواب کا مرحلہ وہ تھا جہاں گفتگو محض دو افراد کے درمیان محدود نہ رہی بلکہ اجتماعی شعور کی نمائندہ بن گئی۔ خاص طور پر غزہ سے متعلق سوالات نے بحث کو محض فلسفیانہ اور عقیدتی سطح سے اٹھا کر اخلاقی، انسانی اور عالمی ناانصافی کے دائرے میں داخل کر دیا۔ مفتی شمائل ندوی نے اس نازک مسئلے پر دینی اور اخلاقی اصولوں کی روشنی میں جواب دینے کی کوشش کی۔ اگرچہ بعض جوابات جذباتی طور پر سامعین کو پوری طرح مطمئن نہ کر سکے، مگر یہ کہنا درست ہوگا کہ انہوں نے مسئلے سے فرار اختیار نہیں کیا اور سنجیدگی کے ساتھ موقف پیش کیا۔

اس مکالمے کا ایک نہایت اہم اور مثبت پہلو اس کا مجموعی ماحول تھا۔ اختلاف کے باوجود تلخی نہیں تھی، سوال کے باوجود بدتمیزی نہیں تھی، اور انکار کے باوجود نفرت نہیں تھی۔ یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے معاشرے میں اب بھی باوقار، مہذب اور سنجیدہ مکالمے کی گنجائش موجود ہے۔ ایسے دور میں جب ہر اختلاف فوراً محاذ آرائی اور گالی گلوچ میں بدل جاتا ہے، یہ نشست ایک خوشگوار استثنا کے طور پر سامنے آئی۔ سب سے بڑھ کر یہ مکالمہ ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ عقیدہ ہو یا انکار، اصل امتحان انسانیت، اخلاق اور فکری دیانت کا ہے۔ مذہب اگر عقل سے کٹ جائے تو جمود کا شکار ہو جاتا ہے، اور عقل اگر اخلاق سے خالی ہو تو بے رحم بن جاتی ہے۔ ایسے مکالمے اس بات کی امید دلاتے ہیں کہ اگر ہم اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا کر لیں، سوال سے گھبرانے کے بجائے اس کا سامنا کریں، اور دلیل کو محبت کے ساتھ جوڑ دیں، تو بہت سے تصادم خود بخود مکالمے میں بدل سکتے ہیں۔ اس مباحثہ کا مقصد کسی کو ہرانا یا جتوانا نہیں تھا بلکہ ایک ایسی فکری فضا قائم کرنا تھا جہاں بات کہی بھی جا سکے، سنی بھی جا سکے اور سمجھی بھی جا سکے۔ آج کے شور زدہ، منقسم اور جذباتی ماحول میں یہی سب سے بڑی خدمت ہے۔ یہی اس مکالمے کی اصل جیت ہے، اور یہی وہ پیغام ہے جسے ہمیں اپنے سماج تک پہنچانا چاہیے۔

□□□

حجاب کا مسئلہ نہیں، اقتدار کی بے لگامی کا سوال

جاوید جمال الدین

بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی جانب سے ایک سرکاری تقریب کے دوران مسلم خاتون ڈاکٹر کا حجاب کھینچنے کی کوشش محض ایک وقتی لغزش یا غیر محتاط حرکت نہیں، بلکہ یہ واقعہ ہندوستانی جمہوریت، آئینی اقدار، خواتین کے وقار اور اقلیتوں کے تحفظ کے حوالے سے ایک سنگین اور تشویشناک علامت بن کر سامنے آیا ہے۔ یہ واقعہ جتنا ظاہری طور پر ایک فرد کے رویے سے جڑا دکھائی دیتا ہے، اتنا ہی گہرائی میں یہ اقتدار کی بے لگامی، عدم برداشت اور طاقت کے غلط استعمال کی عکاسی کرتا ہے۔

آیوش محکمہ کے تحت ڈاکٹروں میں تقرری نامے تقسیم کرنے کی تقریب ایک باوقار سرکاری موقع تھا، جہاں ریاست کے وزیر اعلیٰ سمیت اعلیٰ وزرا موجود تھے۔ ایسے موقع پر ایک مسلم خاتون ڈاکٹر، نصرت پروین، جب مکمل حجاب میں تقرری نامہ لینے آگے بڑھتی ہیں تو وزیر اعلیٰ کا یہ پوچھنا کہ "یہ کیا ہے؟" اور پھر ان کا حجاب کھینچنے کی کوشش کرنا نہ صرف غیر مہذب بلکہ آئینی اور اخلاقی حدود کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس عمل نے سرکاری اسٹیج کو طاقت کے مظاہرے اور کمزور کے استحصال کی علامت بنا دیا۔

یہ دلیل دینا کہ وزیر اعلیٰ کا ارادہ توہین کا نہیں تھا، یا یہ کہ وہ محض تجسس کا شکار تھے، حقیقت سے فرار کے مترادف ہے۔ کسی بھی جمہوری معاشرے میں کسی خاتون کے لباس، خصوصاً اس کی مذہبی شناخت سے جڑے لباس، کو سرِ عام چھیڑنا یا زبردستی ہٹانے کی کوشش کرنا ناقابلِ قبول ہے۔ اگر یہی حرکت کوئی عام سرکاری اہلکار کرتا تو اس کے خلاف فوری کارروائی عمل میں آتی، لیکن جب یہی کام ریاست کا وزیر اعلیٰ کرے تو سوال محض قانون کا نہیں بلکہ پورے نظام کی اخلاقی صحت کا بن جاتا ہے۔

یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا ہے جب گزشتہ ایک دہائی کے دوران ملک میں مسلم خواتین کے حجاب کو سیاسی ہتھیار بنایا گیا ہے۔ کہیں تعلیمی اداروں میں پابندیاں، کہیں عوامی مقامات پر تضحیک، اور کہیں انتخابی سیاست میں مذہبی شناخت کو نشانہ بنایا جانا، یہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ بہار کا یہ واقعہ اس رجحان کو مزید مضبوط کرتا ہے کہ اب مذہبی اقلیتوں، خصوصاً مسلم خواتین، کے وقار کو آزمائش میں ڈالنا معمول بنتا جا رہا ہے۔

اپوزیشن جماعتوں کا سخت ردعمل محض سیاسی بیان بازی نہیں بلکہ عوامی جذبات کی ترجمانی ہے۔ آر جے ڈی اور کانگریس نے جس شدت سے اس واقعے کی مذمت کی، وہ اس بات کا اظہار ہے کہ مسئلہ صرف ایک جماعت یا ایک ریاست تک محدود نہیں رہا۔ یہ سوال پورے ملک کے سامنے ہے کہ اگر ایک وزیر اعلیٰ سرِ عام ایک خاتون کے حجاب کو نشانہ بنا سکتا ہے تو عام خواتین، خاص طور پر اقلیتی طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین، کس حد تک خود کو محفوظ محسوس کریں گی؟

اس واقعے نے ایک بار پھر وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی ذہنی صحت اور ان کے طرزِ عمل پر بحث کو زندہ کر دیا ہے۔ حالیہ برسوں میں ان کی کئی حرکات ایسی رہی ہیں جنہیں سیاسی مخالفین ہی نہیں بلکہ ان کے اتحادی بھی غیر معمولی قرار دیتے رہے ہیں۔ تاہم یہاں اصل مسئلہ کسی فرد کی ذہنی حالت سے زیادہ اس نظام کا ہے جو ایسے شخص کو بغیر کسی جوابدہی کے اقتدار میں برقرار رکھے ہوئے ہے۔ جمہوریت میں ہمدردی اور احتساب کے درمیان ایک باریک لکیر ہوتی ہے، اور اس لکیر کو بار بار نظر انداز کرنا خطرناک نتائج کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔

اس واقعے کا ایک اہم پہلو متاثرہ ڈاکٹر کا ردعمل ہے۔ اطلاعات کے مطابق انہوں نے ملازمت اختیار کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ فیصلہ کسی کمزوری کی علامت نہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وقار اور خودداری بعض اوقات روزگار سے بھی زیادہ قیمتی ہو جاتی ہے۔ یہ لمحہ حکومت اور سماج دونوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ ہم کس طرح کے ماحول میں باصلاحیت نوجوانوں، خصوصاً خواتین، کو کام کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ سماجی اور ثقافتی شخصیات، جیسے زائرہ وسیم، اقرا احسن اور راکھی ساونت کا ردعمل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ معاملہ محض مسلم مسئلہ نہیں رہا۔ مختلف نظریات اور پس منظر رکھنے والی شخصیات کا ایک نکتے پر متفق ہونا اس واقعے کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔ عورت کا وقار، اس کی مرضی اور اس کی مذہبی شناخت ہر حال میں قابلِ احترام ہونی چاہیے، چاہے وہ کسی بھی عقیدے سے تعلق رکھتی ہو۔ عالمی سطح پر اس واقعے کا نوٹس لیا جانا ہندوستان کے لیے باعثِ تشویش ہے۔ جب خلیجی ممالک اور بین الاقوامی میڈیا میں اسے اسلاموفوبیا کے تناظر میں دیکھا جا رہا ہو، تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم دنیا کو کیسا پیغام دے رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جب ہندوستان خود کو جمہوری اقدار اور تکثیریت کا علمبردار قرار دیتا ہے، اس نوعیت کے واقعات ہماری ساکھ کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔ آخر میں سوال یہی ہے کہ کیا یہ واقعہ بھی دیگر تنازعات کی طرح وقت کی گرد میں دب جائے گا، یا پھر واقعی کوئی اخلاقی اور سیاسی احتساب ہوگا؟ جمہوریت صرف انتخابات کا نام نہیں، بلکہ یہ طاقت کے استعمال پر اخلاقی قدغن کا نظام بھی ہے۔ اگر اقتدار کے اعلیٰ ترین منصب پر بیٹھا شخص ہی اس حد کو پامال کرے تو پھر عام شہری سے قانون اور شائستگی کی توقع کھوکھلی لگنے لگتی ہے۔ یہ معاملہ حجاب کا نہیں، بلکہ احترام، مساوات اور آئینی اقدار کا ہے۔ اور جب تک ہم اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے، ایسے واقعات بار بار ہمارے سماج کا چہرہ مسخ کرتے رہیں گے۔

●●●

صحافت: تعریف، اقسام اور صحافی کون ہوتا ہے

محمود خان، مانچسٹر

آج کل معاشرے میں صحافت کے حوالے سے بہت سی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ تو خیر ہر پیشے اور ہر شعبے میں ہی ہوتا ہے کہ ہر چند سال کے بعد ارتقائی تاریخ کے پہیئے کی طرح کچھ تبدیلیاں آتی ہیں' جس سے اس شعبے یا پیشے کی ترقی ہوتی ہے۔ تاہم اس شعبے یا پیشے کی تعریف وہی رہتی ہے جو پہلے دن سے کی گئی ہے۔ آج یہ آرٹیکل لکھنے کی ضرورت اس لئے پڑی کے صحافت کی تعریف بدلنے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور سادہ لوح لوگ اس نئی تعریف کو درست سمجھ رہے ہیں۔ آیئے صحافت کا تعارف آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

"صحافت" لفظ صحیفہ سے نکلا ہے اور صحیفوں کا پہلا تعارف یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو عطاء ہوتے رہے ہیں۔ جن میں مخلوق خدا کی بھلائی کی باتیں یا اسباق ہوتے ہیں۔ یقیناً جس دور میں صحیفے نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتے تھے' وہ ایسا دور تھا جب مبینہ طور پر اللہ کے فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی کی شکل میں صحیفہ لاتے اور وہ نبیوں کو سناتے۔ بعدازاں نبی اسی صحیفے کو لکھ لیتے۔ تاکہ وہ مخلوق کو اس سے ہدایت دے سکیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ کی طرف سے جو صحیفہ یا ہدایت نبیوں کو عطاء ہوتی تھی' اس کی تبلیغ کی جاتی تھی۔ چنانچہ نبیوں کو صحافی کہا جاتا تھا جو اللہ کا پیغام مخلوق تک پہنچاتے ہیں۔ "صحافت" کا مطلب ہوا کہ خبر پہنچانے کا منصب اور صحافی سے مراد اللہ کا پیغام مخلوق خدا تک پہنچانے والا۔ "صحافت" کی تعریف مکمل ہوگئی۔ سچی خبر پہنچانے کا یہ منصب بعد میں صحافت کہلایا اور خبر پہنچانے والے کو صحافی کہا جاتا تھا۔ بعد میں جب اخبارات شائع ہونے شروع ہوئے تو یہ اصطلاح "صحافی" خبر دینے والے کیلئے استعمال ہونے لگی۔ صحافت زبانی یا تحریری ہی ہوسکتی ہے۔ اس میں کسی کیمرے' موبائل کیمرے یا سوشل میڈیا کا کوئی تعلق نہیں۔

آج کل البتہ ہر اس شخص کو صحافی کہا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں موبائل کیمرہ ہو اور وہ کسی کی فلم بنا کر فیس بک پر لگادے۔ اس طرح پوری دنیا کا ہر شخص ہی صحافی کہلانا شروع ہوگیا ہے۔ اصل صحافت کچھ اور ہے اور فی زمانہ صحافت کی تعریف مختلف کی جاتی ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ برطانیہ کی نیشنل یونین آف جرنلسٹس کا قانون ہے کہ کسی فوٹو گرافر کو تنظیم کی رکنیت نہیں دی جاتی بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اگر کسی فوٹو گرافر کو صحافی کا درجہ دے دیا جائے تو اس سے صحافی کی روزی پر فرق پڑتا ہے۔ چنانچہ پریس فوٹو گرافروں کی یونین بھی الگ ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی کیمرہ مین صحافی نہیں ہے اور اگر کوئی صحافی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ غلط ہے۔ پاکستانی کمیونٹی میں کئی صحافی انجمنیں ایسے فوٹو گرافروں اور کیمرہ مینوں کو صحافی کا درجہ دے کر انہیں رکنیت بھی دے رہی ہیں۔

سوشل میڈیا کی صحافت: صحافت ایک ایسی پیشہ ورانہ سرگرمی ہے جس کا بنیادی مقصد عوام تک خبریں، معلومات، تجزیئے اور رائے پہنچانا ہے۔ صحافت معاشرے کا آئینہ ہے۔ یہ وہ ادارہ جو سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی واقعات کو جانچتا، ریکارڈ کرتا اور عوام کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ لوگ باخبر فیصلے کرسکیں۔ جہاں تک سوشل میڈیا کا تعلق ہے تو یقیناً سوشل میڈیا بھی دوسروں تک خبر پہنچانے کا ایک ذریعہ ہی ہے مگر سوشل میڈیا خبر پہنچانے کا ایک غیر سنجیدہ ذریعہ ہے۔ جسے صحافت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ کسی گرفت میں نہیں آتا جبکہ اخبارات اور دوسرے میڈیا قانونی گرفت میں آتے ہیں۔ یوں اگر کوئی اپنی فیک آئی ڈی بنا کر سوشل میڈیا پر کوئی خبر ڈالے گا تو سوال یہ ہے کہ اس کی باز پرس کس سے ہوگی؟

صحافت کی تعریف: صحافت کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے: صحافت وہ منظم عمل ہے جس کے ذریعے حقائق کی دریافت، جانچ، تحقیق اور عوام تک بروقت، درست اور معروضی معلومات پہنچائی جاتی ہیں۔ اس میں خبری رپورٹنگ کے علاوہ تحقیقاتی کام، تبصرہ نگاری، تجزیہ، فیچرز، انٹرویوز، اور دستاویزی رپورٹس شامل ہوتی ہیں۔ صحافت کا مقصد سچائی تلاش کرنا، شفافیت لانا اور عوامی مفاد کو تحفظ دینا ہوتا ہے۔

صحافت کے بنیادی عناصر:

1۔ حقیقت کی تلاش (Fact-finding): خبروں کی تصدیق، معتبر ذرائع کا استعمال۔

2۔ معروضیت (Objectivity) اور توازن (Balance): مختلف نقطہ نظر کو پیش کرنا۔

3۔ سرعت (Timeliness): اطلاعات بروقت پہنچانا تاکہ عوام تازہ حالات سے واقف رہیں۔

4۔ معاشرتی ذمہ داری: عوام کے حقوق، مفادات اور سماجی انصاف کا خیال رکھنا۔

5۔ اخلاقی حدود: جھوٹی خبر، نفرت پر مبنی مواد یا نجی زندگی کی غیر ضروری خلاف ورزی سے گریز۔

صحافت کی اقسام:

صحافت زمانی، میڈیم اور مواد کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف اقسام میں بٹی ہوئی ہے۔ ذیل میں اہم اقسام کا مفصل ذکر ہے:

1۔ خبری صحافت (News Journalism): بنیادی خبریں۔ واقعات، سیاسی بیانات، حادثات وغیرہ۔ اس کا مقصد حقائق کی تیز و درست اطلاع دینا ہے۔ خبری صحافت میں رپٹ، بریکنگ نیوز اور نیوز فلیش شامل ہیں۔

2۔ تحقیقی صحافت (Investigative Journalism): گہری تحقیقات اور دستاویزی شواہد کے ذریعے بڑے اسکینڈلز، بدعنوانی یا غلط نظاموں کو بے نقاب کرنا۔ اس قسم کی صحافت میں وقت، وسائل اور صبر درکار ہوتے ہیں اور اکثر یہ سماجی تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔

3۔ رائے/تبصرہ نگاری (Opinion/Editorial): صحافی یا تجزیہ نگار کی ذاتی رائے، تبصرے، اور ایڈیٹوریل مضامین۔ یہ عوامی بحث کو تحریک دیتے ہیں مگر واضح ہونا چاہیے کہ یہ معروضی خبر نہیں بلکہ رائے ہے۔

4۔ تجزیاتی صحافت (Analytical Journalism): حقائق کے پس منظر، اسباب اور نتائج کا تجزیہ۔ جیسے سیاسی تجزیے، معاشی رپورٹس، پالیسی تجزیے وغیرہ۔

5۔ فیچر صحافت (Feature Journalism): انسانی کہانیاں، پروفائل، ثقافتی مضامین، طرزِ زندگی اور انسانی دلچسپی کے موضوعات۔ یہ طویل اور تفصیلی انداز میں لکھی جاتی ہیں اور جذباتی/تصویری رنگ رکھ سکتی ہیں۔

6۔ بین الاقوامی صحافت (International/Foreign Journalism): دوسرے ممالک کے سیاسی، اقتصادی اور سماجی حالات کی رپورٹنگ۔ اس میں جنگی صحافت (War Correspondence) بھی آتی ہے۔

8۔ ڈیٹا صحافت (Data Journalism): ڈیٹا کا تجزیہ، انفراگرافکس اور ڈیٹا ویژولائزیشن کے ذریعے معلومات پیش کرنا۔ آج کل آن لائن میڈیا میں یہ اہم حیثیت رکھتی ہے۔

9۔ ریڈیوز اور ٹی وی/براڈکاسٹ صحافت (Broadcast Journalism): آواز یا ویڈیو کے ذریعے خبریں نشر کرنا۔ اینکروں، رپورٹرز، نیوز پیکجز وغیرہ۔ اس میں دور رس رسائی اور تیز رپورٹنگ اہم ہے۔

10۔ ڈیجیٹل/آن لائن صحافت (Digital Journalism): نیوز ویب سائٹس، بلاگز، سوشل میڈیا رپورٹس اور ملٹی میڈیا اسٹوریز۔ یہ تیزی سے بدلنے والا میدان ہے جہاں تعامل اور ریئل ٹائم اپڈیٹس عام ہیں۔

11۔ کمیونٹی/مقامی صحافت (Community/Local Journalism): مقامی واقعات، کمیونٹی کے مسائل اور بلدیاتی سطح کی رپورٹنگ۔ یہ جڑیں مضبوط کرنے اور مقامی مسائل حل کرنے میں مدد دیتی ہے۔

12۔ تجارت/اسپیشلائزڈ صحافت (Specialized Journalism): مثلاً: اسپورٹس، بزنس، سائنس، میڈیکل، انٹرٹینمنٹ وغیرہ۔ ہر میدان کے لیے مخصوص علم اور اصطلاحات درکار ہوتی ہیں۔

13۔ شہری صحافت (Citizen Journalism): عام شہریوں کی جانب سے سوشل میڈیا یا موبائل سے کی گئی رپورٹنگ۔ یہ ذرائع فوری اور بروقت ہوتے ہیں مگر تصدیق کا چیلنج ہوتا ہے۔

صحافی کون ہوتا ہے؟ کردار اور خصوصیات: صحافی وہ فرد ہوتا ہے جو منظم طریقے سے خبریں اکٹھا کرتا، تحقیق کرتا، تجزیہ کرتا اور عوام تک پہنچاتا ہے۔ ایک صحافی کے بنیادی کردار اور خصوصیات درج ذیل ہیں:

بنیادی کردار: خبر کی تلاش اور جمع آوری: معتبر ذرائع سے معلومات حاصل کرنا۔

تصدیق (Verification): معلومات کی جانچ پڑتال کرنا۔

تحقیق: دستاویزات، اعداد و شمار اور ماخذوں کی تفصیلی پڑتال کرنا۔

رپورٹنگ اور نگارش: شفاف، درست اور قابل فہم انداز میں رپورٹ لکھنا یا نشر کرنا۔

توازن اور انصاف: مختلف فریقین کے موقف کو شامل کرنا۔

عوامی خدمات: حکومتوں اور اداروں کو جوابدہ بنانا (Watchdog role)۔

ضروری خصوصیات و مہارتیں: سچائی و دیانت داری: جھوٹی یا مبالغہ آمیز رپورٹنگ سے اجتناب۔

تجسس اور سوال کرنے کی ہمت: "کیوں" اور "کیا" پوچھنے کی صلاحیت۔

تحقیقی مہارتیں: انٹرویوز، فائلز، ڈیٹا اور دستاویزات پڑھنے کی قابلیت۔

ادبی و لسانی مہارت: صاف و موثر لکھائی اور زبانی اظہار۔

اخلاقی شعور: نجی زندگی کا احترام، تضاد مفادات سے بچنا۔

ٹیکنیکل ہنر: ڈیجیٹل ٹولز، فوٹو/ویڈیو ایڈیٹنگ، ڈیٹا اینالیسز کی بنیادی سمجھ۔

فوراً فیصلے کرنے کی صلاحیت: بروقت خبری فیصلے، ایڈیٹوریل حساسیت۔

جسمانی/نفسیاتی استقامت: سخت حالات یا خطرناک مقام پر کام کرنے کی قابلیت (خاص طور پر جنگی صحافیوں کے لیے)۔

صحافی کی اخلاقیات اور ضوابط: صحافت کا پیشہ ضوابط اور اخلاقیات پر مبنی ہونا چاہیے۔ چند اہم اصول:

حقیقت کی پابندی: قیاس آرائی اور افواہوں سے دور رہنا۔

شفافیت: اگر غلطی ہو تو فوری اصلاح اور اعتراف۔

ذریعہ کی حفاظت: انفرادی ماخذ کی رازداری برقرار رکھنا جب ضروری ہو۔

تضادِ مفادات سے بچاؤ: نجی مفادات کو خبر کی راستی پر فوقیت نہ دینا۔

عزتِ انسانیت: نفرت انگیز یا تشدد آمیز مواد پھیلانے سے گریز۔

قانونی حدود کا احترام: ہتک عزت، نفاذ قانون اور قومی سلامتی کے قوانین کا لحاظ۔

صحافت کے سامنے چیلنجز: صحافت آج کئی چیلنجز کا سامنا کرتی ہے جنہوں نے پیشہ اور طریقِ کار بدل دیے ہیں:

فیک نیوز اور ڈس انفارمیشن: جھوٹی معلومات کی وبا، جس سے عوامی اعتماد مجروح ہوتا ہے۔

فنانشل پریشر: اشتہارات میں کمی یا میڈیا اداروں کی مالی مشکلات سے آزادی صحافت متاثر ہوتی ہے۔

سرکاری دباؤ اور پابندیاں: سنسرشپ یا حکومتی دباؤ رپورٹنگ کو محدود کرسکتا ہے۔

سائبر خطرات اور ڈیجیٹل سکیورٹی: آن لائن ہراسگی، ڈیٹا لیک یا حملوں کا خطرہ۔

معاشرتی بائسس اور پولرائزیشن: سامعین کا پولرائزڈ ہونا خبر کی قبولیت کو متاثر کرتا ہے۔

صحافت ایک طاقتور اور عوامی مفاد کا محافظ شعبہ ہے۔ حکومتوں، اداروں اور افراد کو جوابدہ بناتا ہے اور عوام کو حقیقت تک رسائی فراہم کرتا ہے۔ صحافی وہ محقق، ریکارڈر اور زبانی نمائندہ ہے جو سچائی کے تعاقب میں محنت کرتا ہے۔ تاہم اس کی کامیابی کے لیے صحافیوں کا مضبوط اخلاق، معیاری تربیت، اور آزاد میڈیا اداروں کی ضرورت ہے۔ سماج تب ہی صحت مند، شفاف اور ذمہ دار ہوگا جب صحافت آزاد، معتبر اور پیشہ ورانہ اصولوں کی پاسدار ہو۔

ناموں میں الجھی سیاست اور مسائل میں گھرا ہندوستان

احمد افتخار قادری

ملک کی سیاسی تاریخ میں بعض ادوار ایسے آتے ہیں جب اقتدار کی ترجیحات قوم کے حقیقی مسائل سے کٹ کر محض علامتوں، نعروں اور ناموں کے گرد گھومنے لگتی ہیں۔ موجودہ دور کی سیاست بھی کچھ اسی کیفیت سے دوچار نظر آتی ہے۔ جب ایک طرف عوام مہنگائی، بے روزگاری، معاشی غیر یقینی اور سماجی اضطراب کے بوجھ تلے دبے ہوں ایسے میں اقتدار کے ایوانوں میں اگر سب سے زیادہ توانائی ناموں کی تبدیلی اور علامتی فیصلوں پر صرف ہونے لگے تو یہ سوال ناگزیر ہو جاتا ہے کہ آخر ریاست کی اصل ذمہ داری کیا ہے اور حکمرانی کا مقصد کس سمت بڑھ رہا ہے؟ آج ملک جن سنگین مسائل سے دوچار ہے وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ روزمرہ اشیائے ضروریہ کی قیمتیں عام آدمی کی دسترس سے باہر ہوتی جا رہی ہیں، نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع سکڑتے جا رہے ہیں، کسان قرض اور ناامیدی کے دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں، بڑے شہروں میں آلودگی زندگی کو نگل رہی ہے، خواتین کے خلاف جرائم سماج کے چہرے پر بدنما داغ بن چکے ہیں اور نظم و نسق کی کمزوری عام شہری کے احساس تحفظ کو مجروح کر رہی ہے۔ عالمی سطح پر خارجہ پالیسی کے محاذ پر بھی کئی سوالات اٹھ رہے ہیں، پڑوسی ممالک سے تعلقات ہوں یا بڑی طاقتوں کے ساتھ سفارتی توازن ہر جگہ پیچیدگیاں نمایاں ہیں۔ اس پس منظر میں اگر سیاست کا محور عوامی مسائل کے حل کے بجائے ناموں کی تبدیلی بن جائے تو اسے محض اتفاق نہیں کہا جاسکتا۔ دراصل یہ ایک سوچ، نظریہ اور ایک مخصوص سیاسی حکمتِ عملی کی علامت ہے۔ پچھلے کچھ برسوں میں ملک نے یہ منظر بارہا دیکھا کہ شہروں، سڑکوں، چوراہوں اور اداروں کے قدیم نام بدل دیے گئے۔ تاریخ کے صفحات سے بعض ادوار اور کرداروں کو یا تو مٹانے کی کوشش کی گئی یا انہیں یک رخا انداز میں پیش کیا گیا۔ نصابی کتابوں میں ترمیم کے نام پر صدیوں پر محیط مشترکہ وراثت کو محدود بیانیے میں سمیٹ دیا گیا۔ اس تمام عمل کو قوم کی شناخت کی بازیافت کا نام دیا گیا مگر درحقیقت اس کے پیچھے نفرت اور تقسیم کی سیاست کارفرما رہی۔ اب یہ سلسلہ ایک ایسے نام تک جا پہنچا ہے جو محض تاریخ نہیں بلکہ ہندوستان کی روح، اس کی اخلاقی بنیاد اور آئینی تشخص کی علامت ہے۔ بابائے قوم مہاتما گاندھی کا نام کسی فرد یا جماعت کی جاگیر نہیں بلکہ پورے ملک کی مشترکہ امانت ہے۔ ان کے نام سے منسوب دیہی روزگار ضمانت قانون صرف ایک فلاحی اسکیم نہیں بلکہ ریاست کی اس ذمہ داری کا اظہار ہے جو وہ اپنے سب سے کمزور شہریوں کے تئیں قبول کرتی ہے۔ اس قانون کے نام کو بدلنے یا اس سے گاندھی کے نام کو الگ کرنے کی کوشش دراصل ایک علامتی قدم نہیں بلکہ ایک گہری نظریاتی تبدیلی کی طرف اشارہ ہے۔

یہ حقیقت اب پوشیدہ نہیں رہی کہ ملک میں دو متضاد نظریات آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ ایک طرف وہ فکر ہے جو گاندھی کے سیکولرزم، عدم تشدد، سماجی انصاف اور کثرت میں وحدت کے تصور سے جڑی ہوئی ہے۔ دوسری طرف وہ نظریہ ہے جو طاقت، یکسانیت اور اکثریتی غلبے کو قومی شناخت کا معیار بنانا چاہتا ہے۔ ناموں کی تبدیلی اسی نظریاتی تصادم کی ایک کڑی ہے جہاں مقصد صرف الفاظ بدلنا نہیں بلکہ اجتماعی شعور کو نئے سانچے میں ڈھالنا ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے اقتدار میں آنے کے بعد یہ رجحان مسلسل مضبوط ہوا ہے کہ تاریخ و تہذیب اور فلاحی پالیسیوں کو بھی نظریاتی وفاداری کے پیمانے پر پرکھا جائے۔ مغل دور کو محض حملہ آوروں کے عہد کے طور پر پیش کرنا، مسلم حکمرانوں کے کارناموں کو یا تو نظرانداز کرنا یا منفی رنگ میں دکھانا اور صدیوں کی مشترکہ تہذیب کو مذہبی خانوں میں بانٹ دینا اسی سوچ کا تسلسل ہے۔ ابتدا میں یہ عمل خاموشی سے جاری رہا مگر اب اس نے اس حد کو بھی چھو لیا جہاں گاندھی جیسے عالمی قد کاٹھ کے رہنما کی فکر اور وراثت کو بھی قابلِ برداشت نہیں سمجھا جا رہا۔ گاندھی کے نام سے جڑی کسی اسکیم کو ختم کرنا یا اس کا نام بدلنا دراصل گاندھی کے تصورِ ریاست سے انحراف ہے۔ وہ تصور جس میں ریاست کا کام کمزور کو سہارا دینا، سماج میں توازن قائم رکھنا اور اختلاف کے باوجود ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔ موجودہ حکمراں طبقے کی سیاست میں گاندھی ایک رسمی علامت تو ہو سکتے ہیں مگر عملی سطح پر ان کے افکار کے لئے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ اس کے برعکس، تشدد، نفرت اور تقسیم پر مبنی بیانیہ بالواسطہ طور پر تقویت پا رہا ہے جو ملک کی روح کے لئے ایک خطرناک علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاملے پر ملک کی سیکولر سیاسی جماعتوں، سماجی تنظیموں اور گاندھی کے نظریات سے وابستہ طبقات میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ اپوزیشن کی جانب سے احتجاج اور عوامی سطح پر مزاحمت اس بات کا اظہار ہے کہ یہ لڑائی کسی ایک قانون یا نام کی نہیں بلکہ ملک کے نظریاتی مستقبل کی ہے۔ پارلیمنٹ سے لے کر سڑکوں تک آواز بلند ہونا اس خدشے کی نشاندہی کرتا ہے کہ اگر آج گاندھی کے نام کو ہٹانا آسان بنا دیا گیا تو کل آئینی اقدار اور جمہوری روایات بھی اسی طرح نظر انداز کی جاسکتی ہیں۔ اصل المیہ یہ ہے کہ عوام کے حقیقی مسائل پس منظر میں چلے گئے اور سیاست کا مرکزی بیانیہ ایسے موضوعات کے گرد گھوم رہا ہے جو نہ تو بھوک مٹاتے ہیں، نہ روزگار دیتے ہیں اور نہ ہی کسان یا مزدور کی زندگی میں کوئی بہتری لاتے ہیں۔ ناموں کی سیاست وقتی طور پر جذبات کو ابھار سکتی ہے مگر یہ ملک کے معاشی و سماجی اور اخلاقی بحران کا حل نہیں بن سکتی۔ اگر یہی روش برقرار رہی تو اس کے نتائج نہایت سنگین ہوں گے۔ سیکولر روایت کمزور پڑے گی، آئینی توازن بگڑے گا اور وہ ہندوستان جس کی پہچان تنوع، رواداری اور مشترکہ ثقافت تھی، رفتہ رفتہ ایک تنگ نظر تصور میں قید ہو جائے گا۔ اس نقصان کی قیمت صرف آج کی نسل نہیں بلکہ آنے والی نسلیں بھی ادا کریں گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک کی سیاست دوبارہ اصل مسائل کی طرف لوٹے، گاندھی کے نام ہی نہیں بلکہ ان کے افکار کو بھی زندہ رکھا جائے اور ریاست کو نفرت کے بجائے انصاف اور تقسیم کے بجائے ہم آہنگی کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ ایسے نازک اور پیچیدہ دور میں سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ اس صورتحال میں اپنا کردار کیسے ادا کریں۔ یہ لمحہ جذباتی ردِعمل، وقتی نعروں یا محض احتجاجی کیفیت میں الجھ جانے کا نہیں بلکہ گہرے فکری شعور، طویل المدت حکمتِ عملی اور بالغ نظر طرزِ عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم نے جذبات میں آکر حالات کا سامنا کیا اس کا نقصان اسی کو اٹھانا پڑا اور جب شعور، صبر اور دانش کے ساتھ قدم بڑھایا گیا تو راستے اگرچہ کٹھن رہے مگر نتائج دیرپا ثابت ہوئے۔

"مسلمانوں کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ وہ ناموں کی سیاست کے پیچھے چھپے اصل مقصد کو پوری طرح سمجھیں۔ یہ محض کسی سڑک، شہر یا اسکیم کا نام بدلنے کا معاملہ نہیں بلکہ ایک مخصوص ذہن سازی کی کوشش ہے جس کے ذریعے عوام کی توجہ روزگار، تعلیم، صحت، مہنگائی اور آئینی حقوق جیسے اصل مسائل سے ہٹا کر جذباتی اور شناختی موضوعات میں الجھایا جارہا ہے۔ ایسے میں اگر مسلمان بھی اسی میدان میں محض ردِعمل کی سیاست کریں گے تو وہ نادانستہ طور پر اسی کھیل کا حصہ بن جائیں گے جس کی بساط کہیں اور بچھائی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی گفتگو، اپنی ترجیحات اور اپنے مطالبات کا رخ بار بار اصل مسائل کی طرف موڑیں اور ہر پلیٹ فارم پر یہ سوال اٹھائیں کہ حکومت عوام کے روزگار، تعلیم اور معاشی تحفظ کے لئے کیا کر رہی ہے"

مسلمانوں کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ وہ ناموں کی سیاست کے پیچھے چھپے اصل مقصد کو پوری طرح سمجھیں۔ یہ محض کسی سڑک، شہر یا اسکیم کا نام بدلنے کا معاملہ نہیں بلکہ ایک مخصوص ذہن سازی کی کوشش ہے جس کے ذریعے عوام کی توجہ روزگار، تعلیم، صحت، مہنگائی اور آئینی حقوق جیسے اصل مسائل سے ہٹا کر جذباتی اور شناختی موضوعات میں الجھایا جا رہا ہے۔ ایسے میں اگر مسلمان بھی اسی میدان میں محض ردِعمل کی سیاست کریں گے تو وہ نادانستہ طور پر اسی کھیل کا حصہ بن جائیں گے جس کی بساط کہیں اور بچھائی گئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنی گفتگو، اپنی ترجیحات اور اپنے مطالبات کا رخ بار بار اصل مسائل کی طرف موڑیں اور ہر پلیٹ فارم پر یہ سوال اٹھائیں کہ حکومت عوام کے روزگار، تعلیم اور معاشی تحفظ کے لئے کیا کر رہی ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ مسلمان اپنے آپ کو محض ایک دفاعی پوزیشن تک محدود نہ کریں۔ ہمیشہ وضاحتیں دینا، الزامات کا جواب دینا اور اپنی حب الوطنی ثابت کرتے رہنا ایک تھکا دینے والا اور غیر نتیجہ خیز عمل بن چکا ہے۔ اس کے بجائے انہیں ایک مثبت، تعمیری اور اصولی بیانیہ تشکیل دینا ہوگا جو آئین، جمہوریت اور مشترکہ ہندوستانی اقدار پر مبنی ہو۔ گاندھی کے نام کا دفاع صرف اس بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ایک تاریخی شخصیت تھے بلکہ اس لئے ہونا چاہیے کہ ان کے افکار آج بھی اس ملک کے کروڑوں غریبوں، مزدوروں اور محروم طبقات کے لئے امید کی کرن ہیں۔ جب مسلمان گاندھی کے نظریات کی بات کریں تو وہ دراصل اپنے نہیں بلکہ پورے ملک کے مستقبل کی بات کر رہے ہوں۔ یہ دور مسلمانوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ تعلیم اور معاشی استحکام کو اپنی جدوجہد کا مرکز بنائیں۔ سیاست کی بدلتی لہروں میں سب سے زیادہ محفوظ وہی قومیں رہتی ہیں جو علمی، تعلیمی اور اقتصادی طور پر مضبوط ہوں۔ اگر نوجوان نسل تعلیم میں آگے ہوگی، سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اپنی موجودگی مضبوط کرے گی، تجارت، صنعت اور ہنر کے میدان میں خودکفیل بنے گی تو ناموں کی سیاست خود بخود غیر مؤثر ہوتی چلی جائے گی۔ ایک باوقار، خوددار اور معاشی طور پر مستحکم سماج کو محض علامتی فیصلوں کے ذریعے حاشیے پر نہیں دھکیلا جا سکتا۔ اسی کے ساتھ مسلمانوں کو دیگر مظلوم، محروم اور انصاف پسند طبقات کے ساتھ رشتہ مضبوط کرنا ہوگا۔ یہ لڑائی کسی ایک مذہب یا طبقے کی نہیں بلکہ آئینی روح، جمہوری قدروں اور سماجی انصاف کی ہے۔ جب مسلمان، دلت، آدیواسی، پسماندہ طبقات اور وہ تمام شہری جو سیکولر اور جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہیں، ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں گے تو ناموں کی سیاست کی دیوار خود بخود کمزور پڑ جائے گی۔ تنہائی میں لڑنے کے بجائے وسیع تر سماجی اتحاد ہی وہ راستہ ہے جو اس ملک کی روح کو بچا سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ ہر دور کی جدوجہد کا اسلوب مختلف ہوتا ہے۔ آج کا زمانہ محض جلسوں اور نعروں کا نہیں بلکہ دلیل، قانون، میڈیا اور سماجی شعور کا زمانہ ہے۔ آئینی راستوں کا استعمال، عدالتی جدوجہد، پرامن جمہوری احتجاج، سماجی مکالمہ اور فکری سطح پر مضبوط دلائل پیش کرنا ہی وہ طریقے ہیں جو دیرپا اثر چھوڑتے ہیں۔ اشتعال، تصادم اور نفرت آمیز زبان نہ صرف مقصد کو کمزور کرتی ہے بلکہ مخالف بیانیے کو تقویت بھی دیتی ہے۔ آخر میں سب سے اہم بات کہ مسلمان مایوسی کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیں۔ تاریخ کے ہر مشکل دور میں یہ ملک ایسے مراحل سے گزرا ہے جب اندھیرا گہرا محسوس ہوا مگر بالآخر روشنی نے راستہ بنایا۔ ناموں کی سیاست وقتی طور پر غالب آسکتی ہے مگر سچ یہ ہے کہ کوئی بھی قوم صرف نام بدل کر نہ تو اپنی معیشت سنوار سکتی ہے اور نہ ہی اپنے عوام کو باعزت زندگی دے سکتی ہے۔ سچائی انصاف اور آئینی اقدار کی طاقت وقتی نعروں سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ اگر مسلمان صبر، شعور اور استقامت کے ساتھ اپنے راستے پر قائم رہے، اصل مسائل کو زندہ رکھیں، گاندھی کے نام کے ساتھ ساتھ ان کے افکار کو بھی اپنی عملی زندگی میں جگہ دیں اور نفرت کے جواب میں حکمت اور انصاف کو شعار بنائیں تو یہ دور بھی گزر جائے گا مگر اس جدوجہد کا ثمر تبھی ملے گا جب مقصد صرف اپنا دفاع نہیں بلکہ پورے ہندوستان کو ایک بار پھر اس کے اصل راستے پر لانا ہوگا، وہ راستہ جو رواداری، انصاف اور ہم آہنگی سے ہو کر گزرتا ہے۔

کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش
(مضمون نگار معروف صحافی و تجزیہ نگار ہیں)
iftikharahmadquadri@gmail.com

مولانا مظہرالحق: شخصیت و خدمات

ڈاکٹر محمد ابرارالحق

برصغیر کی تحریکِ آزادی میں متعدد ایسی شخصیات سامنے آئیں جنہوں نے سیاسی جدوجہد کے ساتھ ساتھ سماجی ہم آہنگی، مذہبی رواداری اور قومی اتحاد کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ مولانا مظہرالحق (۱۸۶۶۔۱۹۳۰) ان ہی درخشاں شخصیات میں سے ایک ہیں۔ وہ نہ صرف ایک ممتاز قانون داں، سیاست داں اور سماجی مصلح تھے بلکہ ہندو مسلم اتحاد اور مشترکہ قومیت کے عملی علمبردار بھی تھے۔ ان کی شخصیت میں انسان دوستی، وسیع النظری، رواداری اور مشترکہ قومیت کا نظریہ پوری توانائی کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ برصغیر کی سماجی ساخت ہمیشہ سے مذہبی و ثقافتی تکثیریت پر مبنی رہی ہے، لیکن استعماری دور میں، تقسیم کرو اور حکومت کرو، کی پالیسی نے معاشرے میں قابلِ ذکر تقسیم پیدا کردی۔ ایسے حالات میں کچھ رہنماؤں نے فرقہ وارانہ نفرت کی بجائے مشترکہ قومیت اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوشش کیں، ان میں مولانا مظہرالحق کا نام نمایاں ہے۔ مولانا کی شخصیت ہمہ جہت اور خدمات کثیر الجہات ہیں، جنہوں نے خاص طور پر بہار اور مجموعی طور پر ہندوستانی سیاست و سماج پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

حیات و تعلیم

مولانا مظہرالحق کی پیدائش ۲۲ دسمبر ۱۸۶۶ کو موضع بہپورہ میں ہوئی جو پٹنہ ضلع کے تھانہ منیر میں واقع ہے۔ مولانا اپنے والد شیخ احمد اللہ بن نوازش علی کے اکلوتے فرزند تھے جن کا تعلق ایک زمیندار و موقر خاندان سے تھا۔ ابتدا میں مولانا کا خاندان داؤد نگر، ضلع مظفرپور میں رہتا تھا۔ وہاں سے یہ خاندان منیر، پٹنہ منتقل ہوا اور پھر یہ خاندان فرید پور ضلع سارن میں بس گیا۔ فرید پور میں ہی ۱۹۳۰ء میں مولانا کی وفات ہوئی اور وہ وہیں حق منزل کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

ابتدائی اور روایتی تعلیم مولوی سجاد حسین سے عربی و فارسی میں حاصل کرنے کے بعد وہ اسکول میں داخل ہوئے، اسکالرشپ ملا اور ۱۸۷۴ء میں میڈل امتحان پاس کیے۔ اس کے بعد پٹنہ کالجیئیٹ اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۸۸۶ء میں میٹرک امتحان پاس کیا۔ اسی سال وہ پٹنہ کالج میں داخل ہوئے لیکن وہاں تعلیم مکمل نہ کر سکے اور لکھنؤ کے کیننگ کالج میں داخلہ لیا۔ وہاں بھی وہ زیادہ دن نہ رہ سکے اور تعلیم مکمل کیے بغیر ایک گروپ کے ساتھ عدن کے سفر پر نکل گئے۔ عدن میں تین مہینہ قیام کرنے کے بعد انگلینڈ چلے گئے اور وہاں قانون کی تعلیم شروع کی۔

انگلینڈ میں قیام کے دوران مہاتما گاندھی اور سر علی امام سے ملاقات ہوئی۔ مہاتمہ گاندھی سے وہ بہت متاثر تھے۔ دونوں قانون کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اس لیے دونوں مشترک مفادات بھی شیئر کرتے تھے۔ سر علی امام سے ان کا رابطہ بڑھا جو دوستی میں تبدیل ہوگیا۔ انگلینڈ میں قیام کے دوران وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہندوستانی مسلم طلبہ کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک انجمن بھی قائم کیا تھا۔ ۱۸۹۱ء میں وہ وہاں کے بار (وکلا کی تنظیم) میں داخل ہوئے اور اسی سال اپنے وطن ہندوستان لوٹ آئے۔

اہم خدمات

وکیل کی حیثیت سے: انگلینڈ سے واپسی کے بعد انہوں نے پٹنہ میں پرکٹس شروع کردی لہذا ان کی ابتدائی شہرت ایک باصلاحیت وکیل کی حیثیت سے ہوئی۔ پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کے دوران غریب اور بے سہارا لوگوں کو قانونی مدد فراہم کی۔ انصاف اور مساوات کے اصولوں کی وکالت کی۔ مقدمات میں اخلاقی بنیاد پر دلائل دے کر عوامی اعتماد حاصل کیا۔ مولانا کے نزدیک وکالت محض پیشہ نہیں بلکہ سماجی خدمت کا ذریعہ تھی، جو بعد میں ان کی سیاسی و سماجی جدوجہد کا بنیاد بنا۔ کانپور مسجد کیس برطانوی دورِ حکومت میں ہندوستان کے اہم کیس میں سے ایک تھا، جس نے نہ صرف مسلم عوام بلکہ پورے ملک میں مذہبی آزادی اور شہری حقوق کے سوالات کو اجاگر کیا۔ مسجد کے حق میں مسلمانوں نے احتجاج کیا اور معاملہ اتنا طول پکڑا کہ مقامی حکومت نے گولیاں چل وادی۔ کچھ مسلمان شہید ہوگئے اور بہت ساروں کو قید کرلیا گیا۔ حکومت کی ناراضگی کے خوف سے کوئی وکیل اس مقدمہ کی پیروی کرنے اور ان غریب مظلوموں کو انصاف دلانے کے لیے تیار نہیں تھا۔ مولانا مظہرالحق نے صورتحال سے باخبر ہو کر اس مقدمہ کی پیروی قبول کرلی اور بڑی قابلیت سے پیروی کی آخرکار وائسرائے نے مداخلت کی اور تصفیہ کرایا۔ اس کا ذکر مولانا آزاد نے ۱۹۱۳ء میں الہلال کے ایک شمارے میں کیا ہے اور مولانا مظہرالحق کی سراہنا کی ہے، کیونکہ اس مقدمہ میں مولانا کا کردار ایک اصولی، قانونی اور قومی رہنما کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ لیجسلیٹو کونسل کے رکن کی حیثیت سے: ۱۹۰۹ء میں مولانا مظہرالحق لیجسلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے، جہاں انہوں نے عوامی مسائل بڑے مؤثر انداز میں پیش کیے۔ تعلیم، صحت، زراعت اور عوامی بہبود سے متعلق نکات ایوان میں پیش کیے۔ ہندو اور مسلم عوام کے مشترکہ مسائل پر بھرپور آواز اٹھائی۔ سماجی انصاف اور معاشی اصلاحات کی تجاویز پیش کیں۔ ان کی تقریریں اس دور کی بہترین پارلیمانی کاوشوں میں شمار ہوتی ہیں جن میں اتحاد، انصاف اور عوامی مفاد کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس دوران ایک ورناکلر اخبار کی حکومت کی جانب سے مدد کے پرپوزل کی مخالفت کی تاکہ مقامی اخبار میں حکومت کی دخل اندازی نہ ہو۔ حکومت کی جانب سے غیر ضروری ٹیکس بڑھائے جانے کی مخالفت کی۔ اس وقت مولانا مزدور کے حقوق کے تعلق سے بہت حساس تھے۔ ۱۹۱۲ء میں کونسل میں مزدوروں کے حقوق پر بحث کے دوران کہا کہ "سر۔۔۔ خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور یہ خدا کا دیا ہوا حق انسان کے بنائے ہوئے قانون کے ذریعے چھین لیا جاتا ہے۔ مزدور کو اتنی آزادی ملنی چاہیے جتنا کہ ایک انسان اپنے ضمیر اور عمل میں آزاد ہوتا ہے"۔ وہ معاہدہ کے تحت مزدوری کو غلامی سے تعبیر کرتے تھے۔ انڈین نیشنل کانگریس میں قائدانہ کردار: مولانا کی سب سے نمایاں حیثیت کانگریس کے ممتاز رہنما کی رہی۔ وہ نہ صرف بہار بلکہ آل انڈیا سطح پر کانگریس کے سرگرم رہنما تھے۔ کانگریس میں ہندو مسلم اتحاد کے اصول کو عملی شکل دی۔ بہار میں سیاسی بیداری اور کانگریس کی تنظیم سازی کی بنیاد رکھی۔ گاندھی جی کی تحریک میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ جب مہاتمہ گاندھی ۱۹۱۷ء میں چمپارن ستیہ گرہ کی قیادت کے لیے پٹنہ پہنچے، تو مولانا نے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے گھر میں ٹھہرایا، جس سے گاندھی جی کو اس تحریک کو منظم کرنے میں بڑی مدد ملی۔ اسی طرح ہوم رول موومنٹ (۱۹۱۶۔۱۹۱۸)، خلافت تحریک (۱۹۲۰)، عدم تعاون تحریک (۱۹۲۰) اور دیگر قومی تحریکوں میں حصہ لیا۔ عوام میں آزادی کی جدوجہد کا شعور پیدا کیا۔ کانگریس کے اجلاسوں میں متحدہ قومیت کے تصور کو مؤثر انداز میں پیش کیا۔ مولانا کا کردار تحریک آزادی میں ایک سیاسی نقطۂ اشتراک کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مولانا مظہرالحق عربی و فارسی یونیورسٹی، پٹنہ

بی جے پی پیسوں کے دَم پر مسلمانوں کو تقسیم کر رہی ہے

ملک سے اس کا خاتمہ کر کے ہی دَم لوں گی، ممتا بنرجی کا عزم

کولکاتہ:مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے بی جے پی پر ایک سنگین الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ وہ پیسوں کے دَم پر بنگال میں مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔انھوں نے بی جے پی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے عزم ظاہر کیا کہ ”میں بی جے پی کو ملک سے ختم کر کے ہی دم لوں گی۔ اگر میں بنگال جیتتی ہوں، تو میں ان سے دہلی چھین لوں گی۔“ دراصل مغربی بنگال میں آئندہ سال اسمبلی انتخاب ہے، جس کے پیش نظر سیاسی سرگرمیاں دن بہ دن تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ ان دنوں ایس آئی آر معاملہ پر بنگال میں زبردست ہنگامہ مچا ہوا ہے۔ ممتا بنرجی لگاتار بی جے پی اور الیکشن کمیشن پر حملہ کر رہی ہیں۔ ممتا کا کہنا ہے کہ بی جے پی والے کئی لوگوں سے ووٹ دینے کا حق چھیننا چاہتے ہیں۔ ایس آئی آر معاملہ پر بی جے پی اور الیکشن کمیشن کو ہدف تنقید بناتے ہوئے ممتا بنرجی نے کہا کہ 58 لاکھ نام ہٹانے کے بعد بھی وہ 1.5 کروڑ نام حذف کرنا چاہتے ہیں۔ الیکشن کمیشن ہر 2 دن میں نئی ہدایتیں دے رہا ہے۔ یہ سب 2026 میں بی جے پی کو فتحیاب کرانے کے لیے ہو رہا ہے۔ کئی ووٹرس پریشان ہو رہے ہیں۔ ایپ میں خامی ہے۔ ایس آئی آر اور ایپ کے لیے کوئی 'ایس او پی' نہیں ہے۔ یہ غیر آئینی اور غیر جمہوری ہے۔

وزیر اعلیٰ نے کچھ بنیادی سوال بھی اٹھائے، مثلاً 2002 میں بنگال میں کتنے ڈیلیوری انسٹی ٹیوشن تھے؟ 43 سال قبل پیدائش سرٹیفکیٹ کہاں تھا؟ گجرات سے مرکزی حکومت کے ملازمین بنگال میں ووٹ کروانے کیوں آئیں گے؟ کیا یہ جمہوریت ہے؟ وزیر اعلیٰ نے سخت لفظوں میں کہا کہ جو لوگ عوامی اسکیم سے مہاتما گاندھی کا نام ہٹاتے ہیں، وہ ملک سے کتنی محبت کرتے ہیں، یہ سوالیہ نشان ہے۔ ممتا بنرجی کا کہنا ہے کہ حقیقی ووٹرس کی تو میپنگ بھی نہیں ہوئی ہے۔ آج سی پی ایم کو سمجھ آئے گا کہ انھوں نے 2002 میں کیا غلطیاں کی تھیں۔

اس درمیان ممتا بنرجی نے بی ایل اے-2 کو ہر بلاک اور دوسرے علاقوں کے اندرونی حصوں میں جا کر یہ دیکھنے کا حکم دیا ہے کہ کس کا نام ہٹایا گیا ہے۔ وہ 6 لوگوں کی ٹیم بنائیں گے اور ای آر او کو رپورٹ سونپیں گے۔ جن ووٹرس کے پاس مطلوبہ 11 کاغذات موجود نہیں ہیں، انھیں پرمانٹ ریزیڈنشیل سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔ ممتا نے کہا کہ بی ایل اے-1 اور بی ایل اے-2 ہم سے رابطہ کریں۔ سبھی کو یہ دیکھنا چاہیے کہ سماعت کے دوران ووٹرس کو پریشان نہ کیا جائے۔ کئی کاؤنسلر کام نہیں کرتے اور پارٹی کو پریشان کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ ”میں نئے بلاک پریسیڈنٹ بناؤں گی۔ بی جے پی مغربی بنگال میں ووٹر لسٹ میں 10:1 کے تناسب میں غیر بنگالی لوگوں کو شامل کیا ہے۔ ایک بنگالی کے مقابلے 10 غیر بنگالی ہیں۔“

نتیش کمار نے مودی سے ملاقات کی

نئی دہلی:(یو این آئی) بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے پیر کو راجدھانی میں وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کی۔ ریاست میں حالیہ انتخابات کے بعد دسویں بار وزیر اعلیٰ بننے کے بعد مسٹر کمار کا دہلی کا یہ پہلا دورہ ہے۔ وزیر اعظم کے دفتر کے مطابق وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر ہونے والی میٹنگ میں مسٹر کمار کے ساتھ ریاست کے نائب وزیر اعلیٰ اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے رہنما سمراٹ چودھری اور مرکزی وزیر راجیو رنجن سنگھ، جنھیں للن سنگھ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، بھی موجود تھے۔ سمجھا جاتا ہے کہ مسٹر کمار نے وزیر اعظم کو ریاست کے ترقیاتی منصوبوں کی پیشرفت کے بارے میں آگاہ کیا اور مرکزی حکومت کے تعاون کے لیے شکریہ ادا کیا۔ مسٹر مودی بہار میں نتیش کمار کی زیر قیادت وزراء کونسل کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لیے پٹنہ گئے تھے۔

ہریش راوت 'اے آئی ویڈیو' سے ناراض

قانونی لڑائی کا کیا فیصلہ، درج کرائیں گے ایف آئی آر

دہرادون:اتراکھنڈ کے سابق وزیر اعلیٰ اور کانگریس کے سینئر لیڈر ہریش راوت نے اپنے خلاف بنائی گئی مبینہ اے آئی (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) ویڈیو کے متعلق پولیس میں شکایت درج کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہریش راوت نے کہا ہے کہ ”مجھے ایک منصوبہ بند سازش کے تحت بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اب انہیں ایک ویڈیو میں پاکستانی جاسوس کے طور پر دکھایا گیا ہے، جو نہ صرف مجرمانہ عمل ہے بلکہ جمہوریت اور امن وامان کے لیے بھی سنگین چیلنج ہے۔“ ہریش راوت نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر ایک ویڈیو پوسٹ کر جانکاری دی کہ وہ منگل (23 دسمبر) کو دوپہر 12:45 بجے دہرادون واقع نہرو کالونی تھانہ پہنچ کر اے آئی ویڈیو معاملے میں ایف آئی آر درج کرائیں گے۔ اس کے بعد وہ سائبر کرائم تھانے میں بھی شکایت درج کرائیں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ پورا معاملہ بی جے پی سے

منسلک جھوٹ اور فریب کی مثال ہے، جسے بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

سابق وزیر اعلیٰ نے پوسٹ میں یہ بھی لکھا کہ ”اتراکھنڈ میں بی جے پی اپنے آفیشیل فیس بک پیج پر میرے خلاف اے آئی سے تیار کی گئی ویڈیو پوسٹ کر ہم کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔“ انہوں نے الزام عائد کیا کہ مصنوعی ذہانت جیسی جدید تکنیک کا غلط استعمال کر انہیں جان بوجھ کر ہدف بنایا جا رہا ہے۔ ہریش راوت کا کہنا ہے کہ پہلے ان کے بیان اور ان کی شخصیت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا اور اب ایک فرضی ویڈیو کے ذریعہ انہیں ملک مخالف سرگرمیوں سے جوڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے اسے انتہائی سنگین اور مجرمانہ عمل قرار دیا ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ صرف ان کی ذاتی شبیہ سے منسلک نہیں ہے، بلکہ اس سے جمہوری نظام، سیاسی وقار اور تکنیک کے غلط استعمال سے منسلک ایک بڑا سوال کھڑا ہوتا ہے۔

دہرادون: معذور جوڑے سے بدسلوکی عوامی نل سے پانی لینے پر لگائی روک، تحصیل میں کی فریاد۔

اجمیر درگاہ پر چادر چڑھانے کے خلاف مفاد عامہ عرضی پر فوری سماعت سے سپریم کورٹ کا انکار

نئی دہلی: سپریم کورٹ نے اجمیر واقع خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ سے متعلق داخل ایک مفاد عامہ عرضی پر فوری سماعت سے انکار کر دیا ہے۔ یہ عرضی 'وشو ویدک سناتن سنگھ' کے سربراہ جتیندر سنگھ اور وشنو گپتا کی طرف سے داخل کی گئی ہے۔ عرضی میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ اجمیر واقع خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ پر وزیر اعظم دفتر کی طرف سے ہر سال چڑھائی جانے والی چادر کی روایت فوراً روک دی جائے۔ چیف جسٹس آف انڈیا سوریہ کانت نے عرضی دہندہ کی طرف سے پیش وکیل نے کہا کہ 26 دسمبر یا 29 دسمبر کو عدالت اس سلسلے میں سماعت کر سکتا ہے۔

سی جے آئی سوریہ کانت اور جسٹس جوئے مالیا باغچی کی تعطیل بنچ کے سامنے عرضی کی فوری لسٹنگ کے لیے ذکر کیا گیا۔ عرضی میں مطالبہ کیا گیا کہ وزیر اعظم مودی اجمیر شریف درگاہ میں 814 ویں سالانہ عرس کے دوران صوفی سنت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ پر

چادر نہ بھیجیں۔ حالانکہ جیسی خبریں سامنے آ رہی ہیں، اس کے مطابق وزیر برائے اقلیتی امور کرن رجیجو گزشتہ بار کی طرح اس بار بھی وزیر اعظم مودی کی طرف سے یہاں چادر چڑھائیں گے۔

عرضی گزار کے وکیل کا اس معاملے میں کہنا ہے کہ وہاں سنکٹ موچن مندر کا تنازعہ چل رہا ہے۔ اس سے متعلق عرضی پہلے سے ہی زیر التوا ہے۔ اس درمیان عرس کی رسمیں 17 دسمبر کو روایتی پرچم برداری کے ساتھ شروع ہو گئی، اور اب یہ عرس 30 دسمبر تک جاری رہنے والی ہے۔ درگاہ پر چادر چڑھانے اور عرضی سے متعلق کرن رجیجو نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ”وہ چادر ملک کی ترقی اور لوگوں کی بھلائی کے لیے دعا کے مقصد سے چڑھائی جائے گی۔“ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اجمیر شریف کسی طرح کی سیاست کرنے نہیں جا رہا ہے۔ عدالت کی طرف سے کسی بھی طرح کی روک نہیں لگائی گئی ہے، اس لیے اقلیتی معاملوں کے وزیر یہاں چادر چڑھانے کے لیے جائیں گے۔

سانولیا جی مندر میں مار پیٹ، دو گرفتار

چتوڑگڑھ:(یو این آئی) راجستھان کے چتوڑگڑھ ضلع کے منڈپھیا تھانہ علاقے میں واقع مشہور شری سانولیا جی مندر میں عقیدت مندوں اور سکیورٹی اہلکاروں کے درمیان مار پیٹ کے واقعہ کے معاملے میں پولیس نے دو عقیدت مندوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس ذرائع نے پیر کے روز بتایا کہ اتوار کے روز مندر میں شدید بھیڑ کے دوران سکیورٹی انتظامات پر تعینات نجی سکیورٹی کمپنی ٹائیگر سکیورٹی کے اہلکاروں اور ادے پور سے آئے ایک عقیدت مند خاندان کے درمیان نظم وضبط کے معاملے پر مار پیٹ ہو گئی۔

اس پر سکیورٹی اہلکار کی اطلاع پر مندر پہنچی پولیس نے ادے پور کے رہائشی عقیدت مند تنویر سنگھ سکھ اور چرن جیت سنگھ سکھ کو امن میں خلل ڈالنے کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ عقیدت مندوں نے الزام لگایا کہ پولیس نے ان کی شکایت نہیں سنی۔ ان کے ساتھ آئی حاملہ خاتون کو سکیورٹی اہلکار نے دھکا دیا، جس سے وہ گر گئیں اور انہیں چوٹیں آئیں۔ اسی کے بعد مار پیٹ کا واقعہ پیش آیا۔ دوسری جانب کچھ ہی دیر بعد سکیورٹی اہلکاروں نے مدھیہ پردیش کے ککڈیشور سے آئے عقیدت مند پریانشو مالویہ کے ساتھ مار پیٹ کی، جس کی وجہ سے ناک سے خون بہنے لگا۔ عقیدت مند نے پولیس کو فون کیا، لیکن پولیس اہلکار نہیں آئے، جبکہ سکیورٹی اہلکار خود ہی اسے اسپتال لے گئے اور اس کا علاج بھی کرایا۔

وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ کی سربراہی میں کابینہ کا اجلاس

انتظامی و ترقیاتی امور کا تفصیلی جائزہ لیا گیا

جموں:(یو این آئی) جموں وکشمیر کے وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے پیر کے روز جموں میں کابینہ اجلاس کی صدارت کی، جس میں یونین ٹیریٹری سے متعلق کئی اہم انتظامی اور ترقیاتی امور پر تفصیلی غور وخوض کیا گیا۔ اجلاس میں جاری منصوبوں کی پیش

رفت، عوامی فلاح سے جڑے معاملات اور مختلف محکموں کے زیر التوا فیصلوں کا جائزہ لیا گیا۔ ذرائع کے مطابق کابینہ میٹنگ کا مرکزی محور مختلف محکموں میں جاری ترقیاتی منصوبوں کی رفتار کا جائزہ لینا اور وقت مقررہ کے اندر مکمل کیے جانے والے منصوبوں سے متعلق تجاویز کو منظوری دینا تھا۔ اجلاس کے دوران ان اسکیموں پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا جو مختلف وجوہات کی بنا پر تاخیر کا شکار ہیں، اور انہیں تیز رفتاری سے مکمل کرنے کے لیے ممکنہ اقدامات پر غور کیا گیا۔ اجلاس کے دوران کابینہ وزراء نے وزیر اعلیٰ کو اپنے اپنے محکموں کی کارکردگی، درپیش چیلنجز اور جاری پروگراموں کے تحت حاصل ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کیا۔ وزراء نے اس بات پر زور دیا کہ عوام کو بہتر خدمات کی فراہمی کے لیے ادارہ جاتی نظام کو مزید مضبوط بنانے اور فیصلہ سازی کے عمل کو مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ میٹنگ میں اس امر پر بھی اتفاق کیا گیا کہ ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل سے نہ صرف عوامی مسائل میں کمی آئے گی بلکہ مجموعی طرز حکمرانی میں بھی بہتری آئے گی۔ وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ نے حکام کو ہدایت دی کہ عوامی فلاح سے جڑے منصوبوں کو ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جائے اور زمینی سطح پر مؤثر نگرانی کو یقینی بنایا جائے۔ کابینہ اجلاس کو موجودہ انتظامی صورتحال اور ترقیاتی اہداف کے تناظر میں اہم قرار دیا جا رہا ہے، جس سے آئندہ دنوں میں یونین ٹیریٹری میں ترقیاتی سرگرمیوں کو مزید رفتار ملنے کی توقع ہے۔

جے شنکر کی سری لنکا روانگی آج

نئی دہلی:(یو این آئی) وزیر خارجہ ڈاکٹر ایس۔ جے شنکر منگل کو وزیر اعظم نریندر مودی کے خصوصی ایلچی کے طور پر سمندری طوفان "دتوا" سے متاثرہ سری لنکا کا دورہ کریں گے اور وہاں کی اعلیٰ قیادت سے بات چیت کریں گے۔ وزارت خارجہ نے پیر کو یہاں بتایا کہ وزیر خارجہ کا یہ دورہ "آپریشن ساگر بندھو" کے پس منظر میں ہو رہا ہے اور یہ ہندوستان کی "پڑوسی اول" پالیسی کو ظاہر کرتا ہے۔ قابلِ ذکر ہے کہ سری لنکا میں دتوا سے ہوئی تباہی کے بعد مدد کی اپیل پر ہندوستان نے سب سے پہلے ہاتھ بڑھایا تھا۔ ہندوستان نے 28 دسمبر کو سری لنکا میں راحت اور امدادی سامان پہنچانے کے لیے "ساگر بندھو آپریشن" شروع کیا تھا۔ اس آپریشن کے تحت فضائیہ کے مال بردار طیارے سی 17- اور دیگر طیاروں کے ذریعے، نیز بحریہ کے طیارہ بردار جہاز آئی این ایس وکرانت کے ذریعے بھی سری لنکا میں امداد پہنچائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ہندوستانی بحریہ کے جہاز اُدے گیری، سُکنیا اور گھڑیال نے بھی امدادی سامان پہنچانے میں مدد کی تھی۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے یکم دسمبر کو سری لنکا کے صدر انورا کمارا دسانائیکے سے ٹیلی فون پر بات کر سمندری طوفان سے ہوئے جانی و مالی نقصان پر اظہار ہمدردی کیا تھا۔ سری لنکا میں ہندوستان کے ہائی کمشنر سنتوش جھا نے بھی کولمبو میں متاثرہ علاقوں کا دورہ کر متاثرہ خاندانوں تک امدادی سامان پہنچانے کا جائزہ لیا تھا۔

حجاب معاملے پر نریندر مودی کیوں خاموش ہیں: کانگریس

نئی دہلی:(یو این آئی) کانگریس نے کہا ہے کہ پٹنہ میں ایک ڈاکٹر کو تقرری نامہ دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی جانب سے اس کا حجاب کھینچنے کا واقعہ پوری دنیا میں بحث کا موضوع بن چکا ہے، لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی اس پر خاموش ہیں۔ کانگریس کے کمیونی کیشن ڈپارٹمنٹ کے سربراہ پون کھیڑا نے پیر کے روز سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر پوسٹ میں کہا کہ جو لوگ "بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ" کا نعرہ دیتے ہیں، وہ خود پڑھی لکھی بیٹی کا حجاب کھینچتے ہیں، تو انہیں یہ بھی بتانا چاہیے کہ جب بیٹی تعلیم حاصل کر کے باہر نکلے تو اسے کون سے کپڑے پہننے چاہئیں۔ وزیر اعظم مودی کو اس پر خاموش رہنے کی بجائے یہ بتانا چاہیے کہ بیٹیاں کس لباس کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں۔ انہوں نے کہا کہ "اگر بیٹیاں چھوٹے کپڑے پہنیں تو مسئلہ، حجاب پہنیں تو بھی مسئلہ، لیکن اصل مسئلہ بیٹیاں نہیں، مسئلہ خود آپ

ہیں۔ 'بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ' نعرہ اچھا ہے، لیکن جب بیٹی تعلیم حاصل کر کے باہر نکلے تو وہ کون سے کپڑے پہنے، یہ سوال انتہائی سنگین ہو چکا ہے۔ اگر تنگ کپڑے پہننے پر بھی قصور اسی کا ٹھہرایا جاتا ہے تو اب حجاب پہننے پر بھی الزام اسی پر لگایا جا رہا ہے۔ نتیش کمار ریاست کے وزیر اعلیٰ ہیں اور انہوں نے ڈاکٹر نصرت پروین کے حجاب کو بار بار کھینچنے کی کوشش کی۔ یہ منظر دیکھ کر کتنے والدین میں اپنی بیٹیوں کو تعلیم کے لیے بھیجنے کی ہمت ہوگی۔" انہوں نے کہا کہ اس فعل پر ریاست کے وزیر اعلیٰ کو سزا دینے کی بجائے بی جے پی رہنما تالیاں بجاتے اور عجیب وغریب تبصرے کرتے نظر آتے ہیں۔ پورے ماحول کو ہندو-مسلم مسئلہ بنا کر اصل مسئلے سے توجہ ہٹا دی گئی ہے۔ اصل مسئلہ بہوؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت وسلامتی کا ہے، ملک کی خواتین کے تحفظ کا ہے اور یہ سوال کہ خواتین گھر سے باہر جائیں یا نہ جائیں اور اگر جائیں تو لباس کے انتخاب کا حق آخر کس کے پاس ہونا چاہیے۔

سیوان: منریگا ختم کرنے کی کوشش اور بلڈوزر کارروائی کے خلاف کانگریس کا مظاہرہ۔

مارکسی لیڈر رمانک کا بی جے پی حکومت پر روزگار اور ترقی میں ناکامی کا الزام

اگرتلہ:(یو این آئی) تریپورہ کے سابق وزیر اعلیٰ اور مارکسسٹ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی-ایم) کے لیڈر رمانک سرکار نے بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی زیر قیادت حکومت پر نوجوانوں کے لیے روزگار اور ترقی کے شعبے میں ناکام رہنے کا الزام لگایا ہے۔ مسٹر سرکار نے تریپورہ کے چمڑے کی صنعت سے وابستہ کاریگروں کی تنظیم کے گیارہویں ریاستی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ریاستی حکومت کو نشانہ بنایا اور کہا کہ حکومت اہم مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہی ہے، جس کے نتیجے میں ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا بہت سے لوگوں کی گذر بسر دشوار ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ مواقع اور وسائل کی کمی کے سبب لوگ خود کو بے بس محسوس کر رہے ہیں۔ مسٹر سرکار نے چمڑے کے کاریگروں کو پرانے جوتے مرمت کرنے سے لے کر نئے جوتے تیار کرنے تک اپنی سرگرمیوں میں تنوع لانے کی ترغیب دی۔ انہوں نے چمڑا صنعت کو برقرار رکھنے اور روزگار کے مواقع کو فروغ دینے کے لیے جدید بنیادی ڈھانچے اور سرکاری تعاون کی اہمیت پر زور دیا۔ مسٹر سرکار نے چمڑا صنعت کو درپیش سنگین چیلنجز، ان کے حل اور ترقی کے امکانات کو یقینی بنانے کے لیے حکمتِ عملی پر مبنی اقدامات کا ذکر کیا۔

کانگریس حکومت نے دیہی روزگار گارنٹی اسکیم شروع کی: جے رام رمیش

نئی دہلی:(یو این آئی) کانگریس پارٹی نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ دیہی آبادی کے لیے روزگار کی ضمانت کی حامی رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومت نے 1970 میں مہاراشٹر میں روزگار گارنٹی اسکیم شروع کی تھی تاکہ دیہی لوگوں کو خشک سالی کے بحران پر قابو پانے میں مدد ملے۔ کانگریس کمیونیکیشن ڈپارٹمنٹ کے انچارج جے رام رمیش نے پیر کو یہاں ایک بیان میں کہا کہ 1970 کی دہائی میں شدید خشک سالی کے بعد مہاراشٹر میں وی پی نائک کی زیر قیادت کانگریس حکومت نے دیہی پریشانیوں سے نمٹنے کے لیے روزگار کی ضمانت کی ایک اہم اسکیم شروع کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ صرف شروعات تھی اور پھر 1980 کی دہائی کے اوائل میں اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے دو نئی اسکیمیں شروع کیں: نیشنل رورل ایمپلائمنٹ پروگرام (این آر ای پی) اور دیہی بے زمین روزگار گارنٹی پروگرام (آر ایل ای جی پی)۔ پھر 1990 کی دہائی کے اوائل میں وزیر اعظم پی وی نرسمہا راؤ - جو اس وقت دیہی ترقی کے وزیر بھی

تھے - نے ملک کے 100 غریب ترین اضلاع کے لیے روزگار کی یقین دہانی کی اسکیم کا اعلان کیا۔ کانگریس لیڈر نے کہا کہ "اپریل 2002 کے اوائل میں کانگریس کے وزرائے اعلیٰ کی ایک میٹنگ ہوئی، جس میں دیہی روزگار سے متعلق تمام اسکیموں اور پروگراموں کا جائزہ لیا گیا، اس کے بعد مارچ 2004 کے آخر میں جاری ہونے والے لوک سبھا کے انتخابی منشور میں کانگریس نے ایک نیا قانون لانے کا وعدہ کیا، جس میں دیہی خاندانوں کو سالانہ 100 دن کی ملازمت کی ضمانت دی جائے، جہاں یہ قانونی طور پر دیہی خاندانوں کی گارنٹی سے زیادہ ہے۔ انتظامی یقین دہانی، مئی 2004 میں جاری ہونے والے یو پی اے کے کم از کم سپورٹ پروگرام کا بھی حصہ بن گئی تھی۔ یہ منریگا کا پس منظر ہے۔ کانگریس پارلیمانی پارٹی کی صدر سونیا گاندھی - جنہوں نے ڈاکٹر منموہن سنگھ کے ساتھ مل کر منریگا کو دیہاتوں میں تبدیلی لانے کے ایک مؤثر آلے کے طور پر عملی جامہ پہنانے میں فیصلہ کن کردار ادا کیا - نے آج شائع ایک انگریزی روزنامہ میں اس کے بلڈوزر سے منہدم کیے جانے پر ایک مضمون لکھا ہے۔

ہمایوں کبیر نے نئی پارٹی بنانے کا اعلان کیا

کولکتہ:(یو این آئی) ترنمول کانگریس کے معطل ایم ایل اے ہمایوں کبیر نے پیر کو ایک نئی سیاسی پارٹی کے قیام کا اعلان کیا۔ مسٹر کبیر نے کہا کہ ان کی پارٹی کا نام جنتا انین پارٹی (جے یو پی) ہوگا۔ اس کی ریاستی کمیٹی 75 ارکان پر مشتمل ہوگی جس میں تقریباً 20 فیصد ہندو برادری کی نمائندگی کریں گے۔ مسٹر کبیر نے بتایا کہ پارٹی کا باضابطہ آغاز مرشدآباد ضلع کے بیل ڈنگا میں جلسہ عام کے دوران کیا جائے گا۔ مرشدآباد مسلم اکثریتی ضلع ہے۔ اس خطے میں ریاست کی 294 اسمبلی سیٹوں میں سے 30 ہیں۔ انتخابات مارچ-اپریل 2026 میں ہونے والے ہیں۔ مسٹر کبیر نے کہا کہ اس میٹنگ کے دوران وہ آئندہ اسمبلی انتخابات کے لیے کم از کم پانچ ممکنہ امیدواروں کا بھی اعلان کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ راج نگر اور بیل ڈنگا دونوں حلقوں سے الیکشن لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور 2026 میں دونوں سیٹیں جیتنے کے لئے پر اعتماد ہیں۔ بیل ڈنگا میدان میں ان کے سینکڑوں حامیوں میں سے کچھ نے آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم) کے جھنڈے بھی لہرائے رہے تھے۔ سندر بن انین ایجوکیشنل ٹرسٹ سے وابستہ ایک حامی نے بھی ایک تعلیمی ادارے کے قیام کے لیے ایک کروڑ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔ مسٹر کبیر نے کہا کہ یہ مستقبل میں مجوزہ بابری مسجد کمپلیکس کے قریب قائم کی جائے گی۔ مسٹر کبیر نے دعویٰ کیا کہ ان کی پارٹی کا جھنڈا جلد ہی ریاست بھر میں نظر آئے گا۔ پارٹی پرچم ترنمول کانگریس اور ہندوستانی قومی پرچم سے مشابہ ہوگا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ مغربی بنگال کے لوگوں کے لیے کام کرتے رہیں گے۔

ٹیک آف کے فوراً بعد انجن میں خرابی کے سبب ایئر انڈیا کا طیارہ دہلی واپس لوٹا

نئی دہلی:(یو این آئی) ایئر انڈیا کا دہلی سے ممبئی جانے والا ایک طیارہ پیر کی صبح انجن میں خرابی کی وجہ سے پرواز بھرنے کے فوراً بعد دہلی ہوائی اڈے پر واپس آ گیا۔ ایئر انڈیا کے ایک ترجمان نے بتایا کہ پرواز نمبر اے آئی 887 دہلی سے ممبئی جا رہی تھی۔ راستے میں تکنیکی مسئلہ پیش آنے کے باعث عملے کے ارکان نے طیارے کو واپس دہلی ہوائی اڈے پر اتارنے کا فیصلہ کیا۔ طیارے کی دہلی میں بحفاظت لینڈنگ ہوئی اور تمام مسافروں کو طیارے سے محفوظ طریقے سے اتار لیا گیا۔ انہیں تمام سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ طیارے کی جانچ کی جا رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق پرواز بھرنے کے فوراً بعد انجن نمبر 2 میں آئل پریشر کم ہونے کا اشارہ ملا۔ کچھ ہی دیر بعد پریشر کم ہو کر صفر ہو گیا۔ عملے نے انجن نمبر 2 کو بند کر دیا اور دہلی واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا۔

ہاوڑہ میں آتشزدگی کے سبب ایک ہی کنبے کے چار افراد ہلاک

کولکتہ:(یو این آئی) مغربی بنگال کے ضلع ہاوڑہ میں اتوار کی دیر رات ایک مٹی کے گھر میں آتشزدگی کی وجہ سے ایک ہی کنبے کے چار افراد ہلاک ہو گئے، جن میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔ حکام نے پیر کے روز اطلاع دیتے ہوئے مزید بتایا کہ یہ حادثہ جے پور تھانہ علاقے کے سوریا سنگھ پارا گاؤں میں دولئی کنبے کے گھر میں پیش آیا۔ مہلوکین کی شناخت دریودھن دولئی (75)، ددھ کمار دولئی (42)، ارچنا دولئی (32) اور نابالغ سمپا دولئی (14) کے طور پر ہوئی ہے۔ ذرائع کے مطابق رات میں کھانا کھانے کے بعد کنبے کے سونے کے کچھ دیر بعد آگ لگی۔ کچے گھر کی ایسبیسٹس کی چھت آگ پھیلنے کی وجہ سے گر گئی، جس کی وجہ سے اہل خانہ اندر پھنس گئے۔ زیادہ تر دیہی باشندے گنگا پوجا کے موقع پر قریبی مندر میں کیرتن کے لیے گئے ہوئے تھے۔ واپسی کے دوران انہوں نے آگ دیکھی اور موقعِ واردات پر پہنچے۔ متاثرین کو جلے ہوئے گھر سے باہر نکالا گیا، لیکن وہ مردہ پائے گئے۔ فائر بریگیڈ اور پولیس کو فوری اطلاع دی گئی۔ فائر بریگیڈ اہلکاروں کو شبہ ہے کہ آگ بجلی شارٹ سرکٹ کی وجہ سے لگی ہوگی۔ پولیس نے لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے اُلوبیریا کے شرت چندر چٹوپادھیائے سرکاری میڈیکل کالج اور اسپتال بھیج دیا ہے۔ اس سانحے کے بعد گاؤں میں سوگ کا ماحول ہے۔

امریکی پشت پناہی غزہ میں نسل کشی اور انسانی تباہی کو گہرا کر رہی ہے: یورو میڈیٹرینین مانیٹر

غزہ: انسانی حقوق کی تنظیم یورو میڈیٹرینین ہیومن رائٹس مانیٹر نے زور دے کر کہا ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جانب سے فراہم کیا جانے والا سیاسی تحفظ قابض اسرائیل کو غزہ میں موجودہ صورت حال کو طول دینے اور شہری آبادی کے خلاف نسل کشی جاری رکھنے میں مدد فراہم کر رہا ہے۔ مانیٹر نے ایک پریس بیان میں واضح کیا کہ قابض اسرائیل کے لیے امریکی حمایت اور سیز فائر کے عمل میں پیش رفت کو غزہ سے آخری لاش کی واپسی سے مشروط کرنا شرمناک شراکت داری کے مترادف ہے، جو سیز فائر کی خلاف ورزیوں کے تسلسل، شہریوں کے محاصرے، ان کی جبری بے دخلی اور ان کے باقی ماندہ گھروں کی تباہی کو دوام دیتا ہے۔

بیان میں زور دیا گیا کہ غزہ میں موجود دو ملین سے زائد انسانوں کی تقدیر کو ایسے سیاسی یا زمینی مطالبات کے ساتھ مشروط نہیں کیا جانا چاہیے جن کا عملی طور پر پورا ہونا ممکن نہیں۔ مانیٹر نے خبردار کیا کہ انسانی ضروریات کو مذاکراتی عمل میں دباؤ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

یورو میڈیٹرینین مانیٹر نے نشاندہی کی کہ غزہ میں ہونے والی بے مثال تباہی اور تلاش و ریسکیو کے بیشتر آلات اور مشینری کی منظم تباہی قابض اسرائیل کی جانب سے سیز فائر میں پیش رفت سے متعلق عائد کردہ شرائط کو پورا کرنے کی صلاحیت کو شدید طور پر متاثر کر رہی ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ اس تناظر میں امریکی انتظامیہ کی جانب سے قابض اسرائیل کو فراہم کی جانے والی حمایت سیاسی مذاکرات اور بنیادی انسانی حقوق کے درمیان ایک ناجائز خلط کو مضبوط کر رہی ہے، حالانکہ یہ حقوق فوری طور پر اور کسی شرط یا سودے بازی کے بغیر نافذ کیے جانے چاہئیں۔ مانیٹر نے واضح کیا کہ امریکی تحفظ عملی طور پر غزہ کے شہریوں کو موت کے خطرے سے دوچار کر رہا ہے، جہاں لوگ جبری اور غیر انسانی حالات میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اس نے اس بات پر زور دیا کہ قابض اسرائیل اس صورتحال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی پالیسیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور تقریباً مکمل تباہی کے بعد غزہ کے رقبے کے 53 فیصد سے زائد حصے پر اپنی عسکری گرفت مضبوط کر چکا ہے۔ ادارے نے خبردار کیا کہ اس حقیقت کا برقرار رہنا غزہ کے عوام کے لیے سست مگر یقینی موت کے مترادف ہے، خاص طور پر شدید انسانی بحران اور موسم سرما کی آمد کے ساتھ۔ بیان میں بتایا گیا کہ جاری ماہ کے دوران حالیہ شدید موسمی دباؤ کے نتیجے میں کم از کم 18 شہری جان کی بازی ہار چکے ہیں جن میں پانچ بچے بھی شامل ہیں جو سردی سے جاں بحق ہوئے۔ یورو میڈیٹرینین مانیٹر نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ سرحدی گزرگاہوں کے کھلنے کی تصدیق کے لیے ایک آزاد اور خودمختار نظام قائم کیا جائے اور غزہ تک انسانی امداد کی فوری اور غیر مشروط ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے برائے مناسب رہائش کے حق سے اپیل کی گئی کہ وہ فوری اقدام کریں اور قابض اسرائیل پر دباؤ ڈالیں تاکہ عارضی رہائش گاہیں اور ملبہ ہٹانے کا سامان غزہ میں داخل کیا جا سکے۔ یاد رہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے گذشتہ 29 ستمبر کو غزہ میں جنگ روکنے کے لیے 20 نکاتی امن منصوبے کا اعلان کیا تھا، جس کا پہلا مرحلہ 10 اکتوبر کو نافذ العمل ہوا، تاہم اس دوران قابض اسرائیل کی جانب سے مسلسل خلاف ورزیاں اور دوسرے مرحلے میں جانے میں تاخیر جاری رہی۔

یونانی، آیوروید اور سدھ کو ملے گا عالمی معیار کا درجہ

روایتی صحت کی دیکھ بھال کے عالمی انضمام کی طرف ڈبلیو ایچ او اور وزارت آیوش کا اہم قدم

نئی دہلی، (ایجنسی): روایتی صحت کی دیکھ بھال کے عالمی انضمام کی طرف ایک اہم قدم میں عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے یہاں روایتی ادویات (ٹی ایم) انٹروینشن کوڈ سیٹ ڈیولپمنٹ پر دو روزہ تکنیکی پروجیکٹ میٹنگ کا اہتمام کیا۔ یہ پہل بنیادی طور پر 24 مئی 2025 کو وزارت آیوش اور ڈبلیو ایچ او کے درمیان دستخط شدہ تاریخی مفاہمت کی یادداشت (ایم او یو) اور ڈونر معاہدے سے جڑی تھی۔ یہ معاہدہ صحت کی دیکھ بھال سے متعلق اقدامات کی درجہ بندی کے لیے بین الاقوامی عالمی معیار صحت کی اقدامات کی بین الاقوامی درجہ بندی (آئی سی ایچ آئی) کے اندر ایک مخصوص روایتی میڈیسن ماڈیول تیار کرنے کے لیے سنگ بنیاد کے طور پر کام کرتا ہے، جس میں ہندوستان آیوروید، سدھ اور یونانی (اے ایس یو) نظاموں کو عالمی صحت کی دیکھ بھال کے مرکزی دھارے میں لانے کے لیے ضروری مالی اور تکنیکی فریم ورک دونوں کو سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس میٹنگ کی سہولت وزیر اعظم نریندر مودی کے وژن کے مطابق ہے، جنہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس طرح کے اقدامات آیوش نظام کو سائنسی طریقے سے عالمی سطح پر زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچنے میں مدد کرتے ہیں۔ اپنے من کی بات خطاب کے دوران وزیر اعظم نے نوٹ کیا کہ یہ معیاری فریم ورک آیوش کے نظام کو عالمی شناخت اور سائنسی ساکھ حاصل کرنے کے قابل بنائے گا۔ وزارت آیوش کے سکریٹری ویدیا راجیش کوٹیچا نے پہلے مشاہدہ کیا تھا کہ ایک مخصوص آئی سی ایچ آئی ماڈیول آیوش نظاموں کی عالمی شناخت میں سہولت فراہم کرے گا اور جامع محفوظ اور ثبوت پر مبنی صحت کی دیکھ بھال کے لیے ڈبلیو ایچ او کی کوششوں کی حمایت کرے گا۔ تکنیکی اجلاسوں کی صدارت آیوش کی وزارت کی جوائنٹ سکریٹری محترمہ کویتا گرگ نے کی، جنہوں نے آیوروید، سدھ اور یونانی ادویات کے لیے نیشنل ہیلتھ انٹروینشن کوڈز کی ترقی میں ہندوستانی ٹیم کی قیادت کی۔ ان کی قیادت میں، ماہرین کی ایک ممتاز ٹیم نے اس پہل میں حصہ لیا، جن میں پروفیسر رابینارائن آچاریہ (ڈائریکٹر جنرل، سی سی آر اے ایس) پروفیسر این جے متھوکمار (ڈائریکٹر جنرل، سی سی آر ایس) اور ڈاکٹر ظہیر احمد (ڈائریکٹر جنرل، سی سی آر یو ایم) شامل ہیں۔ میٹنگ میں ڈبلیو ایچ او کے تمام 6 خطوں بشمول اے ایف آر او، اے ایم آر او، ای ایم آر او، یورو، ایس ای اے آر او، اور ڈبلیو پی آر او کی وسیع شرکت دیکھی گئی، جس سے روایتی ادویات پر ایک جامع عالمی نقطہ نظر کو یقینی بنایا گیا۔ جنیوا میں ڈبلیو ایچ او ہیڈ کوارٹر کے کلیدی نمائندوں، جیسے رابرٹ جیکب، نیناد کوستانجسیک، اسٹیفن ایسپینوسا، اور ڈاکٹر پردیپ دعا نے درجہ بندی کے مباحثوں کی قیادت کی۔ بھوٹان، برازیل، ہندوستان، ایران، ملائیشیا، نیپال، ماریشس، جنوبی افریقہ، سری لنکا، فلپائن، برطانیہ اور امریکہ سمیت رکن ممالک نے اپنے ملک کی حیثیت کا اندازہ لگانے اور مداخلت کی وضاحت کو ہم آہنگ کرنے کے لیے شرکت کی۔

آئی سی ایچ آئی میں روایتی ادویات کا انضمام بہت ضروری ہے کیونکہ مداخلت کوڈنگ مختلف ممالک اور طبی نظاموں میں صحت کے طریقہ کار کے لیے ایک مشترکہ زبان فراہم کرتی ہے۔ ان کوڈز کو معیاری بنا کر، صحت کی دیکھ بھال فراہم کرنے والے روایتی علاج کی تعداد اور افادیت کو بہتر دستاویز، رپورٹ اور تجزیہ کر سکتے ہیں۔ یہ منصوبہ عالمی ادارہ صحت کے ذریعے سائنسی نقطہ نظر اپناتے ہوئے سخت ٹائم لائنز کے ساتھ شروع کیا جائے گا۔ یہ نہ صرف طبی تحقیق اور پالیسی کی حمایت میں مدد کرے گا بلکہ عالمی سطح پر قومی صحت سے متعلق معلومات کے نظام کے اندر روایتی ادویات کو بڑھانے کی راہ بھی ہموار کرے گا۔

ٹیک آف کے فوراً بعد انجن میں خرابی کے سبب ایئر انڈیا کا طیارہ دہلی واپس لوٹا

نئی دہلی، (ایجنسی) ایئر انڈیا کا دہلی سے ممبئی جانے والا ایک طیارہ پیر کی صبح انجن میں خرابی کی وجہ سے پرواز بھرنے کے فوراً بعد دہلی ہوائی اڈے پر واپس آ گیا۔ ایئر انڈیا کے ایک ترجمان نے بتایا کہ پرواز نمبر اے آئی 887 دہلی سے ممبئی جا رہی تھی۔ راستے میں تکنیکی مسئلہ پیش آنے کے باعث عملے کے ارکان نے طیارے کو واپس دہلی ہوائی اڈے پر اتارنے کا فیصلہ کیا۔ طیارے کی دہلی میں بحفاظت لینڈنگ ہوئی اور تمام مسافروں کو طیارے سے محفوظ طریقے سے اتار لیا گیا۔ انہیں تمام سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ طیارے کی جانچ کی جا رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق پرواز بھرنے کے فوراً بعد انجن نمبر 2 میں آئل پریشر کم ہونے کا اشارہ ملا۔ کچھ ہی دیر بعد پریشر کم ہو کر صفر ہو گیا۔ عملے نے انجن نمبر 2 کو بند کر دیا اور دہلی واپس لوٹنے کا فیصلہ کیا۔ یہ طیارہ بوئنگ 300-777 ای آر تھا۔

حجاب تنازع کے دوران نتیش کمار کی مودی سے ملاقات

بہار اسمبلی انتخابات کے بعد ریاستی وزیر اعلیٰ کے دہلی دورے میں سمراٹ چودھری اور للن سنگھ بھی شامل

نئی دہلی، (ایجنسی): حجاب تنازع کے دوران بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے پیر کو راجدھانی میں وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کی۔ ریاست میں حالیہ انتخابات کے بعد دسویں بار وزیر اعلیٰ بننے کے بعد مسٹر کمار کا دہلی کا یہ پہلا دورہ ہے۔ وزیر اعظم کے دفتر کے مطابق وزیر اعظم کی رہائش گاہ پر ہونے والی میٹنگ میں مسٹر کمار کے ساتھ ریاست کے نائب وزیر اعلیٰ اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے رہنما سمراٹ چودھری اور مرکزی وزیر راجیو رنجن سنگھ، جنہیں للن سنگھ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، بھی موجود تھے۔ سمجھا جاتا ہے کہ مسٹر کمار نے وزیر اعظم کو ریاست کے ترقیاتی منصوبوں کی پیشرفت کے بارے میں آگاہ کیا اور مرکزی حکومت کے تعاون کے لیے شکریہ ادا کیا۔ مسٹر مودی بہار میں نتیش کمار کی زیر قیادت وزراء کونسل کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لیے پٹنہ گئے تھے۔ واضح رہے کہ پٹنہ میں ایک ڈاکٹر کو تقرری نامہ دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی جانب سے اس کا حجاب کھینچنے کا واقعہ پوری دنیا میں بحث کا موضوع بن چکا ہے۔

بنگلہ دیش میں جاری بحران کے سبب چٹاگانگ میں ہندوستان کی ویزا خدمات معطل

ڈھاکہ/نئی دہلی، (ایجنسیاں) ہندوستان نے بنگلہ دیش کے دوسرے سب سے بڑے شہر چٹاگانگ میں اپنے ویزا درخواست مرکز پر ویزا خدمات کو عارضی طور پر معطل کر دیا ہے۔ یہ فیصلہ ایک نوجوان لیڈر کی موت سے متعلق مظاہروں اور دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے سفارتی تناؤ کے بعد لیا گیا ہے۔ ہندوستانی حکام نے کہا کہ چٹاگانگ میں ہندوستانی معاون ہائی کمیشن کے احاطے کے قریب مظاہرین کے پہنچنے کے بعد ویزا مرکز کو اگلے نوٹس تک بند رکھا جائے گا۔ وزارت خارجہ (ایم ای اے) نے اس معطلی کو 'احتیاطی اقدام' قرار دیا ہے، جو بنگلہ دیش میں امن و امان کی صورتِ حال معمول پر آنے تک نافذ رہے گا۔ اس شورش کی ابتدا شریف عثمان ہادی کی موت سے ہوئی جو گزشتہ برس عوامی لیگ حکومت کے خلاف طلبہ کے زیر قیادت مظاہروں کے اہم لیڈر تھے۔ ہادی کو نامعلوم افراد نے گولی ماری تھی اور بعد ازاں 12 دسمبر کو سنگاپور میں علاج کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ چٹاگانگ کے کھلشی علاقے میں ہندوستانی مشن کے باہر رات بھر مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا گیا۔ اس کارروائی میں کم از کم چار افراد زخمی ہوئے، جن میں ایک پولیس افسر بھی شامل ہے۔ اس کے بعد مشن اور ڈھاکہ میں ہندوستانی ہائی کمیشن کے اطراف سکیورٹی بڑھا دی گئی ہے۔ ہادی کی موت کی خبر پھیلنے کے بعد ڈھاکہ اور دیگر شہروں میں تشدد پھوٹ پڑا تھا۔ مظاہرین نے دو بڑے میڈیا اداروں 'دی ڈیلی اسٹار' اور 'پرتھم آلو' کو نذر آتش کیا اور بنگلہ دیش کے بانی صدر شیخ مجیب الرحمن کی دھان منڈی 32 میں واقع رہائش گاہ پر بھی حملہ کیا تھا۔ وزارتِ خارجہ نے نئی دہلی میں جمعہ کے روز بنگلہ دیشی ہائی کمیشن کے باہر پیش آئے ایک واقعے کے بارے میں پھیلی افواہ کو بے بنیاد قرار دیا جس کے مطابق مظاہرین میمن سنگھ میں ہجوم کے ذریعے ایک ہندو شخص دیپو چندر داس کے قتل کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔

سابق ایم ایل اے اور سابق ایم ایل سی کے خلاف چارج شیٹ داخل

آمدنی سے زیادہ جائیداد کے معاملے میں انسدادِ بدعنوانی قانون کے تحت ای ڈی کی کارروائی

نئی دہلی، (ایجنسیاں) انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی) نے اتر پردیش کے بھدوہی اسمبلی حلقے کے سابق رکن اسمبلی وجے مشرا، سابق رکن قانون ساز کونسل رام للی مشرا اور تین دیگر افراد کے خلاف آمدنی سے زیادہ جائیداد کے معاملے میں انسدادِ بدعنوانی قانون کے تحت چارج شیٹ داخل کی ہے۔ ای ڈی کے الہ آباد سب ریجنل آفس نے وجے مشرا، رام للی مشرا اور دیگر کے خلاف اتر پردیش پولیس کی ایف آئی آر کی بنیاد پر تحقیقات شروع کی تھیں۔ پولیس نے پبلک خدمات کے دوران 36.07 کروڑ روپے کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے تعلق سے بھی چارج شیٹ داخل کی تھی۔ مزید یہ کہ وجے مشرا اور ان کے اہلِ خانہ کے خلاف ریاست بھر میں بھتہ خوری، غیر قانونی کان کنی، اغوا، قتل، ڈکیتی، دھوکہ دہی، جعل سازی، مجرمانہ سازش اور منظم جرائم سمیت کئی مقدمات درج پائے گئے، جو ان کے طویل مجرمانہ پس منظر کو ظاہر کرتے ہیں۔ تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ وجے مشرا اور رام للی مشرا نے سرکاری عہدے کا غلط استعمال کرتے ہوئے ایک کمپنی میسرز وی ایس پی اسٹار ریئلٹی پرائیویٹ لمیٹڈ قائم کی۔ اس کے ذریعے انہوں نے غیر قانونی طور پر حاصل شدہ خطیر رقم کو سفید کرنے کا کام کیا اور اس کے نام پر بھاری جائیدادیں بنائیں۔ ای ڈی نے بتایا کہ جرم کی آمدنی (پی او سی) کو بے نامی جائیدادوں میں لگایا گیا تھا۔ یہ بھی پایا گیا کہ وجے مشرا اور ان کے اہلِ خانہ کی مجرمانہ سرگرمیوں سے حاصل شدہ پی او سی کو ان کے بیٹے وشنو مشرا اور ایک قریبی ساتھی بھولا ناتھ شکلا کی مدد سے کاروباری سرگرمیوں میں لگایا گیا تاکہ اسے جائز دکھایا جا سکے۔ یہ بھی انکشاف ہوا کہ جرم کی آمدنی کا ایک حصہ قرض کے بہانے منتقل کیا گیا تاکہ اسے قانونی رقم میں تبدیل کیا جا سکے۔ جرم کی آمدنی سے حاصل شدہ منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں ضبط کر لی گئی ہیں۔

برازیل اور آسٹریلیا کے سفارت کاروں نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار سے ملاقات کی

نئی دہلی (یو این آئی) برازیل اور آسٹریلیا کے سفارت کاروں نے پیر کو چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار سے الگ الگ ملاقات کی، جو دنیا بھر میں صحت مند جمہوری نظام کو فروغ دینے کے لیے تشکیل دی گئی ایک کثیر جہتی سرکاری تنظیم انٹرنیشنل آئیڈیا کے صدر ہیں۔ کمیشن کے مطابق ہندوستان میں برازیل کے سفیر کینیتھ فیلکس ہیکنسکی دا نوبریگا نے مسٹر گیانیش کمار سے الیکشن کمیشن کے ہیڈ کوارٹر نرواچن سدن میں ملاقات کی۔ ہندوستان میں آسٹریلیا کے ہائی کمشنر فلپ گرین نے بھی چیف الیکشن کمشنر سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ کمیشن کے حکام کے مطابق سفارت کاروں نے مسٹر کمار کے ساتھ ہندوستان کے انتخابی نظام کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیال کیا۔

سپریم کورٹ نے اتراکھنڈ میں جنگلاتی زمین پر قبضے کا ازخود نوٹس لیا

نئی دہلی (یو این آئی) سپریم کورٹ نے اتراکھنڈ کے پہاڑی علاقوں میں جنگلاتی زمین پر بڑے پیمانے پر قبضے اور غیر قانونی تجاوزات کے الزامات پر ازخود نوٹس لیتے ہوئے کارروائی شروع کر دی ہے۔ پہاڑی اضلاع میں محفوظ جنگلاتی زمین پر غیر قانونی قبضے کے معاملے کو چیف جسٹس سوریہ کانت اور جسٹس جویمالیہ باغچی پر مشتمل عدالت کی تعطیلاتی بنچ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بنچ نے الزامات کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے جنگلاتی زمین پر تمام تعمیراتی کاموں پر فوری روک لگا دی۔ فارسٹ ڈپارٹمنٹ کو ہدایت دی گئی کہ جہاں پہلے سے رہائشی مکانات موجود نہیں، وہاں کی تمام خالی جنگلاتی زمین اپنے قبضے میں لے لی جائے۔ چیف جسٹس نے سماعت کے دوران ریاستی حکومت کی مبینہ بے عملی پر تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ "یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے کہ اتراکھنڈ کے حکام جنگلاتی زمین پر قبضہ ہوتے دیکھ کر بھی خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، اسی لیے ہم خود نوٹس لے رہے ہیں۔" عدالت نے چیف سکریٹری اور چیف کنزرویٹر آف فارسٹ کو ہدایت دی کہ وہ ایک فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی تشکیل دیں جو زمینی حالات اور تجاوزات کی حد پر تفصیلی رپورٹ پیش کرے۔ عدالت نے کسی بھی تیسرے فریق کے حقوق قائم کرنے پر پابندی عائد کرتے ہوئے اگلے حکم تک تعمیرات روک دی ہیں اور واضح کیا کہ رہائشی مکانات کو چھوڑ کر تمام خالی جنگلاتی زمین فارسٹ ڈپارٹمنٹ کے قبضے میں لے لی جائے گی۔ اس کیس کی اگلی سماعت 5 جنوری کے بعد ہوگی۔ عدالت میں 19 دسمبر سے 5 جنوری تک سردیوں کی تعطیلات ہیں۔

منریگا پر 'وی بی-جی رام جی' ایکٹ کے اثرات کا لیا جائے گا جائزہ

29 دسمبر کو مجوزہ اجلاس میں وزارتِ دیہی ترقیات کے نمائندے مدعو، خدشات کے ازالے پر مرکوز ہوگی گفتگو

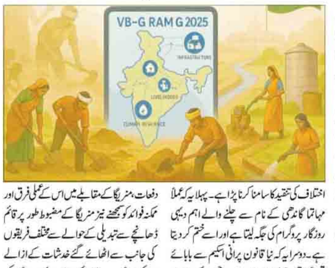

نئی دہلی، (ایجنسیاں): دیہی ترقی اور پنچایتی راج سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی نے منریگا اور 'وکست بھارت۔ گارنٹی فار روزگار اینڈ آجیویکا مشن گرامین (وی بی-جی رام جی) قانون کا جائزہ لینے کے لیے 29 دسمبر کو مجوزہ اجلاس میں محکمۂ دیہی ترقی (وزارت دیہی ترقی) کے نمائندوں کو مدعو کیا ہے۔ اس اجلاس میں وی بی۔ جی رام جی قانون کے بارے میں تفصیلی جانکاری دی جائے گی اور پرانی اور نئی اسکیم کا موازنہ کیا جائے گا۔ یہ اجلاس وی بی۔ جی رام جی بل کو پارلیمنٹ کے حال ہی میں اختتام پذیر ہونے والے سرمائی اجلاس کے دوران منظوری ملنے اور اس کے بعد صدر دروپدی مرمو کی توثیق کے بعد منعقد ہو رہا ہے۔ اس نئے قانون کا مقصد دیہی روزگار اور ذریعۂ معاش کی ضمانت کے لیے ایک نیا ڈھانچہ تیار کرنا ہے۔ اس قانون کے دو بنیادی نکات پر حکومت کو حزبِ اختلاف کی تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ پہلا یہ کہ عملاً مہاتما گاندھی کے نام سے چلنے والے اہم دیہی روزگار پروگرام کی جگہ لیتا ہے اور اسے ختم کر دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ نیا قانون پرانی اسکیم سے بابائے قوم گاندھی جی کا نام ہٹا دیتا ہے، جس کے باعث حکومت کی نیت پر تنازع کھڑا ہو گیا ہے۔ پارلیمانی پینل کا یہ جائزہ وی بی جی رام جی بل کی دفعات، منریگا کے مقابلے میں اس کے عملی فرق اور ممکنہ فوائد کو سمجھنے نیز منریگا کے مضبوط طور پر قائم ڈھانچے سے تبدیلی کے حوالے سے مختلف فریقوں کی جانب سے اٹھائے گئے خدشات کے ازالے پر مرکوز ہوگا۔ یہ جائزہ ملک میں دیہی روزگار کی پالیسیوں کے آئندہ جائزے کے لیے ایک اہم قدم قرار دیا جا رہا ہے۔

منریگا کا خاتمہ سب کی اخلاقی ناکامی ہے: سونیا گاندھی

نئی دہلی: کانگریس پارلیمانی پارٹی کی چیئرپرسن سونیا گاندھی نے مرکزی حکومت پر مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ (ایم جی این آر ای جی اے) اور دیگر قوانین میں تبدیلیوں کے ذریعے لوگوں کے حقوق پر مبنی قانونی ڈھانچہ کو تباہ کرنے کا الزام لگایا ہے۔ پیر کو ایک انگریزی روزنامے میں ایک مضمون میں محترمہ گاندھی نے حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ منریگا کو کمزور کرنا سب کے لیے اخلاقی ناکامی ہے اور اس سے ملک بھر میں لاکھوں لوگوں کو مالی نقصان پہنچے گا۔ انہوں نے کہا کہ منریگا صرف ایک فلاحی پہل نہیں ہے، بلکہ حقوق پر مبنی پروگرام ہے جو دیہی خاندانوں کو روزی روٹی کی حفاظت اور وقار فراہم کرتا ہے۔ منریگا نے مہاتما گاندھی کے آفاقی بہبود کے خواب کو پورا کیا اور کام کرنے کے آئینی حق کی ضمانت دی۔ کانگریس پارلیمانی پارٹی کے چیئرپرسن نے سب کو متحد ہونے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ اب پہلے سے کہیں زیادہ متحد ہونا اور ان حقوق کی حفاظت کرنا ضروری ہے جو ہم سب کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت ایک ایک کر کے بہت سے بنیادی حقوق سلب کر رہی ہے۔ زرعی قوانین میں اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ گاندھی نے کہا کہ زراعت سے متعلق تین سیاہ قوانین کے ذریعے حکومت کسانوں کو ان کے کم از کم امدادی قیمت کے حق سے محروم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ حکومت مستقبل میں نیشنل فوڈ سیکیورٹی ایکٹ 2013 کو ختم کر سکتی ہے۔

ممتا بنرجی نے بوتھ لیول اسسٹنٹس کے لیے ورک لسٹ تیار کر لی

کولکاتہ: مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے ریاست میں ووٹر فہرست پر خصوصی جامع نظرِ ثانی (ایس آئی آر) کے دوسرے مرحلے کے دوران پارٹی کے بوتھ لیول اسسٹنٹس (بی ایل اے) کو ان کی ذمہ داریوں کے بارے میں پیر کو تفصیلی ہدایات جاری کیں۔ کولکاتہ کے نیتا جی انڈور اسٹیڈیم میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ بنرجی نے مرحلہ وار ورک لسٹ کا خاکہ پیش کیا اور چوکسی، شفافیت اور نچلی سطح پر شرکت پر زور دیا تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ کوئی بھی اہل ووٹر فہرست سے باہر نہ رہ جائے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ فوت شدہ، منتقل شدہ اور غیر حاضر ووٹروں کی فہرستیں سرکاری ویب سائٹس پر شائع کی جائیں گی اور ساتھ ہی ضلع، سب ڈویژن، بلاک اور میونسپل دفاتر میں بھی آویزاں کی جائیں گی۔

ڈاکٹر خاتون کا حجاب کھینچنے کے معاملے پر مودی کی خاموشی حیران کن

اگر بیٹیاں چھوٹے کپڑے پہنیں تو مسئلہ، حجاب پہنیں تو بھی مسئلہ، لیکن اصل مسئلہ بیٹیاں نہیں، خود آپ ہیں: کانگریس

نئی دہلی، (صحافت بیورو) کانگریس نے کہا ہے کہ پٹنہ میں ایک ڈاکٹر کو تقرری نامہ دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی جانب سے اس کا حجاب کھینچنے کا واقعہ پوری دنیا میں بحث کا موضوع بن چکا ہے، لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ وزیر اعظم نریندر مودی اس پر خاموش ہیں۔ کانگریس کے کمیونی کیشن ڈپارٹمنٹ کے سربراہ پون کھیڑا نے پیر کے روز سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر پوسٹ میں کہا کہ جو لوگ 'بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ' کا نعرہ دیتے ہیں، وہ خود پڑھی لکھی بیٹی کا حجاب کھینچتے ہیں، تو انہیں یہ بھی بتانا چاہیے کہ جب بیٹی تعلیم حاصل کر کے باہر نکلے تو اسے کون سے کپڑے پہننے چاہئیں۔ وزیر اعظم مودی کو اس پر خاموش رہنے کی بجائے یہ بتانا چاہیے کہ بیٹیاں کس لباس کے ساتھ گھر سے باہر نکلیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر بیٹیاں چھوٹے کپڑے پہنیں تو مسئلہ، حجاب پہنیں تو بھی مسئلہ، لیکن اصل مسئلہ بیٹیاں نہیں، مسئلہ خود آپ ہیں۔ 'بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ' نعرہ اچھا ہے، لیکن جب بیٹی تعلیم حاصل کر کے باہر نکلے تو وہ کون سے کپڑے پہنے، یہ سوال انتہائی سنگین ہو چکا ہے۔ اگر تنگ کپڑے پہننے پر بھی قصور اسی کا ٹھہرایا جاتا ہے تو اب حجاب پہننے پر بھی الزام اسی پر لگایا جا رہا ہے۔ نتیش کمار ریاست کے وزیر اعلیٰ ہیں اور انہوں نے ڈاکٹر نصرت پروین کے حجاب کو بار بار کھینچنے کی کوشش کی۔ یہ منظر دیکھ کر کتنے والدین میں اپنی بیٹیوں کو تعلیم کے لیے بھیجنے کی ہمت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس فعل پر ریاست کے وزیر اعلیٰ کو سزا دینے کی بجائے بی جے پی رہنما تالیاں بجاتے اور عجیب و غریب تبصرے کرتے نظر آتے ہیں۔ پورے ماحول کو ہندو-مسلم مسئلہ بنا کر اصل مسئلے سے توجہ ہٹا دی گئی ہے۔ اصل مسئلہ بہوؤں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت و سلامتی کا ہے، ملک کی خواتین کے تحفظ کا ہے اور یہ سوال کہ خواتین گھر سے باہر جائیں یا نہ جائیں اور اگر جائیں تو لباس کے انتخاب کا حق آخر کس کے پاس ہونا چاہیے۔ کانگریس ترجمان مسٹر پون کھیڑا نے کہا کہ آج پوری دنیا میں ہماری سیاست کے معیار پر تنقید ہو رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس معاملے پر وزیر اعظم نریندر مودی خاموش کیوں ہیں۔ وزیر اعظم کو بتانا چاہیے کہ لڑکیاں گھر سے باہر نکلتے وقت کون سا لباس پہنیں۔

ہندوستان-نیوزی لینڈ کے درمیان آزاد تجارتی معاہدہ مکمل

کپڑا، ملبوسات، چمڑا، جوتے، جواہرات، دستکاری، انجینئرنگ اشیاء اور آٹوموبائل جیسے محنت پر مبنی شعبوں کی بڑھے گی مسابقت

نئی دہلی، (ایجنسیاں): حکومت نے عالمی منڈی میں ہندوستانی اداروں کے لیے مواقع بڑھانے کی سمت میں جاری کوششوں کے درمیان پیر کو نیوزی لینڈ کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدہ (ایف ٹی اے) کا اعلان کیا۔ یہ اس سال برطانیہ اور عمان کے ساتھ ہوئے جامع اقتصادی تعاون کے معاہدوں کے بعد ہندوستان کا تیسرا معاہدہ ہے۔ اس کے تحت نیوزی لینڈ اپنی تمام درآمدی اشیاء پر محصولات ختم کرے گا۔ اس سے ہندوستان سے جانے والے تمام مال کو وہاں بغیر کسی ڈیوٹی کے داخلہ ملے گا۔ اس اقدام سے ہندوستان کے کپڑا، ملبوسات، چمڑا، جوتے، سمندری مصنوعات، جواہرات، دستکاری، انجینئرنگ اشیاء اور آٹوموبائل جیسے محنت پر مبنی شعبوں کی مسابقت بڑھے گی۔ یہ معاہدہ خدمات کے شعبے میں نیوزی لینڈ کی اب تک کی سب سے بڑی پیشکش ہے، جس سے انفارمیشن ٹیکنالوجی، پیشہ ورانہ خدمات، تعلیم، مالیاتی خدمات، سیاحت، تعمیرات اور دیگر کاروباری خدمات میں ہندوستانی فراہم کنندگان کے لیے نئے مواقع کھلیں گے۔ وزیر اعظم نریندر مودی اور نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم کرسٹوفر لکسن کے درمیان آج ٹیلی فون پر بات چیت کے بعد ہندوستان-نیوزی لینڈ ایف ٹی اے کا مشترکہ اعلان کیا گیا۔ دونوں وزرائے اعظم کی رواں سال مارچ میں ہوئی گفتگو کے بعد مذاکرات شروع ہوئے تھے۔ دونوں رہنماؤں نے کہا کہ صرف نو ماہ کے ریکارڈ کم وقت میں مذاکرات مکمل ہونا مشترکہ عزم اور سیاسی خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم لکسن نے اس معاہدے کو اپنے ملک کے لیے تاریخی موقع قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی آبادی والا ملک ہے اور سب سے تیزی سے ترقی کرنے والی بڑی معیشت ہے، جس سے نیوزی لینڈ کے عوام کے لیے روزگار، برآمدات اور اقتصادی ترقی کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ہندوستان کے وزیر تجارت و صنعت پیوش گوئل نے کہا کہ یہ معاہدہ دونوں ممالک کے تعلقات میں ایک تاریخی سنگ میل ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس معاہدے کی بنیاد پر دونوں رہنماؤں نے اگلے پانچ سالوں میں دوطرفہ تجارت کو دوگنا کرنے اور اگلے پندرہ سالوں میں نیوزی لینڈ سے ہندوستان میں 20 ارب امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری پر اعتماد ظاہر کیا ہے۔ اس معاہدے کے تحت ہندوستان کے تمام مال کو نیوزی لینڈ کی منڈی میں صفر درآمدی ڈیوٹی پر داخلہ ملے گا۔ ہندوستان نے اپنے یہاں درآمد ہونے والے 70 فیصد مال پر نیوزی لینڈ کو ڈیوٹی میں نرمی دینے کی پابندی کی ہے، جس سے وہاں سے آنے والے 95 فیصد مال کو فائدہ ہوگا۔ معاہدے میں طلبہ کے لیے خصوصی سہولتیں بھی شامل ہیں۔ نیوزی لینڈ میں تعلیم کے بعد کام کرنے کے لیے ویزا اور پیشہ ورانہ راستوں میں کوئی حد نہیں ہوگی۔ سائنس، ریاضی، انجینئرنگ اور مینجمنٹ کے طلبہ کو تین سال تک اور ڈاکٹریٹ طلبہ کو چار سال تک پوسٹ اسٹڈی ورک کے حقوق ملیں گے۔

ادھو اور راج کے درمیان سیٹوں کی تقسیم پر اتفاق

ممبئی: ادھو ٹھاکرے اور راج ٹھاکرے کے درمیان 20 سال پرانی دشمنی کے خاتمے کی اطلاعات ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ دونوں نے ممبئی میونسپل کارپوریشن کے انتخابات کے لیے سیٹوں کی تقسیم کے معاہدے پر اتفاق کیا ہے، جس میں شیوسینا (یو بی ٹی) 157 سیٹوں پر اور مہاراشٹر نونرمان سینا (ایم این ایس) 70 سیٹوں پر الیکشن لڑے گی۔ بتایا جاتا ہے کہ کانگریس اس ڈیل کا حصہ نہیں ہے، جس کی وجہ سے ایم وی اے اتحاد کے اندر تناؤ کی اطلاعات ہیں۔ شیوسینا (یو بی ٹی) کے ترجمان آنند دوبے نے کانگریس کو ممبئی کی سیاست میں غیر متعلقہ قرار دیا ہے۔ ادھو ٹھاکرے اور راج ٹھاکرے کی واپسی مہاراشٹر کی سیاست میں ایک اہم موڑ ثابت ہوسکتی ہے۔ اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو یہ ان کی سیاسی واپسی کا اشارہ دے گا۔ تاہم، اگر وہ ناکام ہو جاتے ہیں، تو اس سے ان کے سیاسی مستقبل کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ کانگریس نے اس ڈیل سے باہر رہنے اور اپنے بل بوتے پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کانگریس لیڈر سچن ساونت نے کہا ہے کہ پارٹی کسی بھی ایسی پارٹی کے خلاف لڑے گی جو مذہب، ذات پات، علاقے یا زبان کے نام پر تنازعہ پیدا کرتی ہے۔

بی ایم سی انتخابات: مختلف سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ جائزہ میٹنگ

میونسپل کمشنر کی صدارت میں انتظامی تیاریوں اور ہموار انتخابی عمل کو یقینی بنانے میں سیاسی نمائندوں کے کردار پر توجہ مرکوز کی گئی، ریاستی الیکشن کمیشن کے ذریعہ وضع کردہ ماڈل کوڈ آف کنڈکٹ پر سختی سے عمل کرنے کی اپیل

ممبئی: برہان ممبئی میونسپل کارپوریشن عام انتخابات 2025-26 کی تیاریاں تیز ہونے کے ساتھ ہی گزشتہ روز شہری ہیڈ کوارٹر میں مختلف سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کے ساتھ ایک تفصیلی جائزہ میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ میٹنگ میں انتظامی تیاریوں، قانونی تعمیل، اور ہموار انتخابی عمل کو یقینی بنانے میں سیاسی اسٹیک ہولڈرز کے کردار پر توجہ مرکوز کی گئی۔ میٹنگ کی صدارت برہن ممبئی میونسپل کارپوریشن کمشنر اور ضلع الیکشن آفیسر بھوشن گگرانی نے کی، جس نے آئندہ انتخابات کے لیے روڈ میپ کا خاکہ پیش کیا اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے اٹھائے گئے کلیدی مسائل کو حل کیا۔

آزادانہ اور شفاف انتخابات کا عزم

میٹنگ میں خطاب کرتے ہوئے گگرانی نے کہا کہ شہری انتظامیہ اور الیکشن مشینری بلا خوف، آزاد، شفاف اور نظم وضبط کے ساتھ انتخابات کے انعقاد کے لیے پوری طرح پرعزم ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سیاسی جماعتیں انتخابی عمل کی ساکھ کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ تمام پارٹیوں، ان کے عہدیداروں اور کارکنوں سے اپیل کرتے ہوئے، گگرانی نے ان پر زور دیا کہ وہ ریاستی الیکشن کمیشن کے ذریعہ وضع کردہ ماڈل کوڈ آف کنڈکٹ پر سختی سے عمل کریں۔ انہوں نے کہا کہ ضابطہ اخلاق کی پاسداری سے جمہوری اقدار کو مضبوط بنانے میں مدد ملے گی اور انتخابی دور میں ایک مثبت مثال قائم ہوگی۔ میٹنگ میں کئی سینئر شہری افسران بھی موجود تھے، جن میں ایڈیشنل میونسپل کمشنر (شہر)، ڈاکٹر اشونی جوشی، اسپیشل آفیسر (انتخابات)، وجے بالماوار، ڈپٹی کمشنر (ایویلیشن اینڈ کلیکشن)، وشواس شنکھوار، اسسٹنٹ کمشنر (تجزیہ اور کلیکشن)، گجانن بیلے، اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ الیکشن آفیسر، وجے کمار سوریاونشی شامل تھے۔ اس دوران کئی سیاسی جماعتوں کے عہدیدار اور نمائندے بھی موجود تھے، جو شہری انتخابی عمل میں وسیع پیمانے پر شرکت اور دلچسپی کی عکاسی کرتے ہیں۔

تفصیلی معلومات فراہم

میٹنگ کے دوران عہدیداروں نے انتخابی عمل کے مختلف مراحل کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کیں جن میں کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے عمل، درخواستوں کی جانچ پڑتال، اعتراضات کی ریکارڈنگ اور الیکشن سے متعلق سرگرمیوں کے روزمرہ کے کام کاج شامل ہے۔ انتظامیہ نے شہریوں میں باخبر شرکت کی حوصلہ افزائی کے لیے ووٹر بیداری کے اقدامات کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔

سرٹیفکیٹس اور فارمز سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے گئے

پارٹی کے نمائندوں نے کئی تکنیکی اور قانونی پہلوؤں کے بارے میں سوالات اٹھائے، جن میں ذات کی درستگی کے سرٹیفکیٹ، بیت الخلا کے استعمال کے سرٹیفکیٹ، فارم 1 اور فارم 2، اور مجاز انتخابی امیدواروں کے نمائندوں کی تقرری شامل ہیں۔ شہری حکام نے وضاحت فراہم کی اور فریقین کو یقین دلایا کہ تمام ضروریات کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے مدد فراہم کی جائے گی۔ میٹنگ اس یقین دہانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی کہ انتخابی شیڈول کے قریب آتے ہی سیاسی جماعتوں کے ساتھ باقاعدہ رابطہ برقرار رہے گا، ایک منظم اور قابل اعتماد شہری انتخابی عمل کو یقینی بنایا جائے گا۔

میونسپل کونسل و نگر پنچایت انتخابات

کانگریس کے 41 پنچایت صدور اور 1006 کونسلرز کامیاب

ممبئی: ریاست کی 288 میونسپل کونسلوں اور نگر پنچایتوں کے انتخابات میں نہایت نامساعد حالات کے باوجود کانگریس پارٹی نے اپنی نظریاتی طاقت کے سہارے جدوجہد کی اور جمہوری اقدار پر ثابت قدم رہتے ہوئے حکمراں پارٹیوں کی دولت کی طاقت کا مقابلہ کیا۔ کسی بڑی مالی مدد کے بغیر، محض عوامی اعتماد اور نظریے پر یقین کے ساتھ لڑی گئی اس جدوجہد کے نتیجے میں ریاست بھر میں کانگریس کے 41 صدرِ بلدیہ اور 1006 کونسلر منتخب ہوئے۔ ان نتائج نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ پیسے سے زیادہ عوام کا بھروسہ اہم ہوتا ہے اور اقتدار سے بڑھ کر نظریہ اہمیت رکھتا ہے، یہ بات مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر ہرش وردھن سپکال نے کہی۔

نتائج پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے ہرش وردھن سپکال نے کہا کہ انتخابات میں جیت اور ہار کا سلسلہ چلتا رہتا ہے اور کانگریس پارٹی نے اپنی تاریخ میں کئی کڑے دور دیکھے ہیں۔ شکست سے مایوس ہونے کے بجائے نئے حوصلے اور عزم کے ساتھ آگے بڑھنے کی طاقت کانگریس کے کارکنوں میں موجود ہے اور یہی اعتماد پارٹی تنظیم کے لیے سب سے بڑی قوت ہے۔ اس کا عملی مظاہرہ ان انتخابات میں دیکھنے کو ملا۔ اعداد وشمار کے مطابق ناگپور ڈویژن میں کانگریس کے 14 صدرِ بلدیہ اور 340 کونسلر، امراوتی ڈویژن میں 9 صدرِ بلدیہ اور 236 کونسلر، مراٹھواڑہ میں 5 صدرِ بلدیہ اور 156 کونسلر، مغربی مہاراشٹر میں 3 صدرِ بلدیہ اور 47 کونسلر، شمالی مہاراشٹر میں 2 صدرِ بلدیہ اور 47 کونسلر، جبکہ کوکن ڈویژن میں 1 صدرِ بلدیہ اور 26 کونسلر منتخب ہوئے۔ اس کے علاوہ کانگریس کے حامی مقامی اتحادوں کے 7 صدرِ بلدیہ اور 154 کونسلر بھی کامیاب ہوئے ہیں۔

کلیان ڈومبیولی: یو بی ٹی کے دو لیڈران میں مار پیٹ

انتخابات سے قبل میٹنگ کے دوران امیدواروں کے دو گروپوں میں تصادم

کلیم شیخ

کلیان: کلیان ڈومبیولی میونسپل کارپوریشن کے انتخابات کا اعلان ہوتے ہی امیدواروں کے درمیان جھڑپیں شروع ہوگئی ہیں۔ ایسے ہی ایک واقعہ میں شاہڈ ادھو بالا صاحب ٹھاکرے کے دو دھڑوں کے درمیان زبردست لڑائی چھڑ گئی۔ کلیان کے مہاتما پھولے پولیس اسٹیشن میں معاملہ درج کیا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ کلیان کے قریب شاہڈ شیوسینا شاخ سینئر شیوسینا لیڈر وجے بندیا سالوی کی موجودگی میں آئندہ بلدیاتی انتخابات کے امیدواروں سے ملاقات کر رہی تھی۔ برانچ ہیڈ نشی کانت دھونے اور بھگوت بیسانے کے درمیان دفتر کے باہر گرما گرم بحث ہوئی جس کے نتیجے میں جھگڑا جسمانی ہاتھاپائی میں تبدیل ہوگیا۔ اس دوران دونوں زخمی ہوگئے اور انہیں طبی معائنہ کے لیے پولیس میونسپل کارپوریشن کے رکمنی بائی اسپتال لے گئی۔ تحریر کے وقت حملہ کا کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا تھا۔ یہ عمل جاری تھا اور خبر یہ بھی ہے کہ دونوں کے درمیان باہمی صلح ہوگئی ہے۔ اس خبر سے کلیان ڈومبیولی، ٹٹوالا اور موہنا کی 122 سیٹوں پر الیکشن لڑنے کے خواہشمند امیدواروں میں خوف وہراس پھیل گیا ہے۔

میرا روڈ: فٹ پاتھ کا حصہ گرنے سے شخص نالے میں گر گیا

بچے کے ساتھ پیدل چلنے والا شخص بال بال بچا، حادثہ کا ویڈیو وائرل

میرا-بھائیندر: ایک چونکا دینے والے واقعے میں میرا روڈ کے قریب فٹ پاتھ کا ایک حصہ اچانک گرنے سے ایک شخص نالے میں گر گیا، یہ شخص اپنے کمسن بچے کے ساتھ پیدل جا رہا تھا، جو خوش قسمتی سے بال بال بچ گیا۔

میرا بھائیندر کے جواہرات نے اپنے آفیشل سوشل میڈیا ہینڈل پر ایک ویڈیو شیئر کی ہے۔ ویڈیو میں، ایک رہائشی بتاتا ہے کہ جب فٹ پاتھ کا حصہ گر گیا تو وہ شخص معمول کے مطابق چل رہا تھا۔ حالانکہ ویڈیو میں بچہ نظر نہیں آرہا ہے، لیکن دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ واقعے کے وقت اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔

ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ کئی لوگ اس شخص کو بچانے اور اسے نالے سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگرچہ وہ شخص بچ گیا، لیکن یہ واقعہ آئندہ بلدیاتی انتخابات سے قبل میرا بھائیندر کے علاقے میں سڑکوں کی حالت کو نمایاں کرتا ہے۔ کئی رپورٹوں میں الزام لگایا گیا ہے کہ یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ تاہم، حال ہی میں فٹ پاتھوں میں گڑھے پڑنے کی متعدد ایسی ہی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ بارہا شکایات کے باوجود حکام کی جانب سے کوئی سخت کارروائی نہیں کی گئی۔ میرا بھائیندر میونسپل کارپوریشن کی 95 سیٹوں کے لیے انتخابات 15 جنوری کو ہوں گے۔ میرا بھائیندر میونسپل کارپوریشن کے کل 24 وارڈ ہیں، اور شہری ادارے کے کل 889,151 رجسٹرڈ ووٹر ہیں، جن میں سے 433,553 مرد ووٹر اور 386,788 خواتین ووٹر ہیں۔

حال ہی میں ایک تیندوے نے بھائیندر رایسٹ کے ایک مصروف رہائشی علاقے میں ایک عمارت میں داخل ہونے کے بعد بڑے پیمانے پر خوف وہراس اور افراتفری پھیلا دی تھی۔ تیندوے کے حملوں میں سات افراد زخمی ہوئے اس سے قبل محکمہ جنگلات اور فائر ڈیپارٹمنٹ کی مشترکہ ٹیم نے سات گھنٹے کی انتھک کارروائی کے بعد جانور کو کامیابی سے پکڑ لیا تھا۔

مانک راؤ کوکاٹے قانون ساز نشست سے محروم نہیں ہوں گے

سپریم کورٹ نے دو سال کی مہلت دے دی، ناسک کی عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزا پر روک

ممبئی: مہاراشٹر کے سابق وزیر مانک راؤ کوکاٹے قانون ساز اسمبلی میں اپنی رکنیت سے محروم نہیں ہوں گے۔ سپریم کورٹ نے مانکراؤ کوکاٹے کو اہم راحت دی ہے۔ سپریم کورٹ نے ناسک کی عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزا پر روک لگا دی ہے۔ بامبے ہائی کورٹ نے پہلے کوکاٹے کی سزا پر روک لگانے سے انکار کر دیا تھا۔ کوکاٹے، جو 30 سال پرانے معاملے میں اپنا وزارتی عہدہ کھو چکے تھے، کو اپنی سابق ایم ایل اے کی حیثیت سے محروم ہونے کے خطرے کا سامنا تھا۔ مراٹھا برادری سے تعلق رکھنے والے مانک راؤ کوکاٹے اجیت پوار کی پارٹی میں ایک اہم رہنما ہیں۔ کوکاٹے پہلے فڑنویس حکومت میں وزیر زراعت تھے، لیکن اسمبلی میں اپنے موبائل فون پر رمی کھیلتے ہوئے پکڑے جانے کے بعد ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا تھا۔ اجیت پوار نے اس کے بعد اپنا قلمدان بدل دیا۔ کوکاٹے محکمہ کھیل کو سنبھال رہے تھے۔ ناسک سے تعلق رکھنے والے کوکاٹے پانچ بار ایم ایل اے رہ چکے ہیں۔

سپریم کورٹ نے نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی) کے ایم ایل اے اور سابق وزیر مانک راؤ کوکاٹے کو دو سال کی مہلت دی ہے۔ سپریم کورٹ نے ناسک کی عدالت کی طرف سے سنائی گئی سزا کو دو سال کے لیے معطل کر دیا۔ کوکاٹے کو 1995 کے ہاؤسنگ اسکینڈل میں صرف دو سال قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی وجہ سے اپنا وزارتی عہدہ کھونے والے مانک راؤ کوکاٹے ایم ایل اے ہی رہیں گے۔ عوامی نمائندے ایکٹ کے تحت عوامی نمائندے کو دو سال یا اس سے زیادہ کی سزا ہونے پر نا اہل قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے نے کوکاٹے کی پوزیشن کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ انہیں اپنے وزارتی عہدے سے استعفیٰ دینے پر مجبور کیا گیا۔ مزید برآں، ان کی ایم ایل اے کی پوزیشن بھی خطرے میں تھی۔

سابق وزیر کوکاٹے کے کیس کی سماعت چیف جسٹس سوریہ کانت کی سربراہی والی بنچ نے کی۔ کوکاٹے کی طرف سے سینئر وکیل مکل روہتگی پیش ہوئے۔ روہتگی نے دلیل دی کہ زیر بحث مقدمہ بہت پرانا ہے اور ہائی کورٹ کا فیصلہ ایم ایل اے کے سیاسی مستقبل اور حلقہ کی نمائندگی کو متاثر کر رہا ہے۔ معاملے کی سماعت کرتے ہوئے جسٹس سوریہ کانت کی بنچ نے ریاستی حکومت کو نوٹس جاری کیا۔ جب کوکاٹے نے بامبے ہائی کورٹ سے رجوع کیا تو عدالت نے انہیں ضمانت دے دی لیکن ان کی سزا پر روک لگانے سے انکار کر دیا۔ نتیجتاً، عوامی نمائندگی ایکٹ کا سیکشن 8 کوکاٹے پر لاگو ہوا، جس سے ان کی قانون سازی کی نشست خطرے میں پڑ گئی۔

لاڈکی بہن اسکیم: 40 لاکھ مستحقین کے نااہل ہونے کا خدشہ

ممبئی: فی الحال 2 کروڑ 47 لاکھ خواتین ریاستی حکومت کی لاڈکی بہن اسکیم کا فائدہ حاصل کر رہی ہیں۔ فی الحال ای-کے وائی سی مکمل کرنے والی خواتین کی تعداد تقریباً 1 کروڑ 60 ہزار ہے۔ نتیجتاً 40 لاکھ سے زیادہ مستفیدین نے ابھی تک ای-کے وائی سی مکمل نہیں کیا ہے۔ اس لیے ان استفادہ کنندگان کو اس اسکیم سے باہر کرنے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ ریاست کے خواتین اور اطفال کی ترقی کے محکمے کے ایک سینئر افسر نے بتایا کہ لاڈکی بہن اسکیم کے 40 لاکھ سے زیادہ استفادہ کنندگان، جو مہایوتی حکومت کے لیے گیم چینجر بن گئی ہے، جلد ہی نااہل ہو جائیں گے۔ ریاستی حکومت نے اس اسکیم کے تحت اہل خواتین کے لیے 31 دسمبر تک ای-کے وائی سی کرنا لازمی قرار دیا تھا۔ تاہم، چونکہ اب تک صرف 1 لاکھ 60 ہزار خواتین نے اس عمل کو مکمل کیا ہے، اس لیے اس اسکیم کے 40 لاکھ استفادہ کنندگان نااہل ہوسکتے ہیں۔

بی ایم سی نے آوارہ کتوں کو ٹریک کرنے کے لیے اے آئی کے استعمال کا منصوبہ بنایا

ممبئی: شہر کی آوارہ کتوں کی آبادی کی صحت، نقل وحرکت اور رویے کا بہتر انتظام کرنے کے لیے، برہان ممبئی میونسپل کارپوریشن مصنوعی ذہانت (اے آئی) پر مبنی نظام کو نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ایک پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ جس میں نجی کاروبار، غیر سرکاری تنظیمیں اور ایک اسٹارٹ اپ شامل ہے ابتدائی طور پر 10 ہزار آوارہ کتوں کا پتہ لگائے گا۔

اس ٹیکنالوجی کا آغاز کتوں کی تصویریں کھینچ کر شناختی پروفائل بنانے سے ہوگا۔ ویکسینیشن اور نس بندی کے بعد جانوروں کو خصوصی سینسر لگائے جائیں گے۔ سی سی ٹی وی کیمروں، ڈرونز، موبائل ایپلیکیشنز، اور دستی طور پر لی گئی تصاویر سمیت متعدد ذرائع سے ڈیٹا اکٹھا کیا جائے گا۔ اے آئی اس معلومات کا تجزیہ کرے گا تاکہ نقل وحرکت کے نمونوں کا نقشہ بنایا جا سکے، کتوں کی زیادہ تعداد والے علاقوں کی نشاندہی اور ممکنہ حملے کی جگہوں کی نشاندہی کی جا سکے۔ حکام نے اس نظام کو جانوروں کے لیے بائیو میٹرک حاضری کے مترادف قرار دیا ہے، جس سے شہریوں کی شکایات کا تیز تر جواب اور نس بندی اور ویکسینیشن مہم کے لیے بہتر منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔ بی ایم سی کے ایک سینئر اہلکار نے بتایا کہ ہم ابھی سرکاری اعلان نہیں کر سکتے، لیکن ہمارا پائلٹ پروجیکٹ مئی 2026 تک تیار ہو جائے گا۔ اس سے ممبئی والوں کے ساتھ ساتھ آوارہ کتوں کو بھی راحت ملے گی۔

ایک ہی خاندان کے 6 بی جے پی امیدوار ہار گئے

ناندیڑ بلدیاتی انتخابات میں اجیت پوار کی این سی پی نے دی شکست

ناندیڑ: مہاراشٹر کے بلدیاتی انتخابات میں غلبہ حاصل کرنے کے باوجود بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کو بڑا جھٹکا لگا ہے۔ ناندیڑ کے لوہا میونسپل کارپوریشن میں بڑا جھٹکا لگا ہے۔ بی جے پی نے ایک ہی خاندان سے چھ امیدوار کھڑے کیے تھے۔ تمام چھ امیدوار ہار گئے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بی جے پی کے ان امیدواروں کو کسی اور نے نہیں بلکہ اجیت پوار کی پارٹی اور نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی) نے شکست دی، جو کہ مہایوتی اتحاد کی حلیف ہے۔ اجیت پوار کی این سی پی نے 20 کونسلر اور ایک میونسپل کارپوریشن چیئرمین جیتا ہے۔

بی جے پی نے چیئرمین کے عہدے کے لیے لوہا کی ایک بااثر شخصیت گجانن سوریاونشی پر بھروسہ کیا تھا۔ تاہم، انہیں این سی پی (اجیت پوار) کے امیدوار شرد پوار نے شکست دی۔ سوریاونشی کی بیوی گوداوری سوریاونشی، بھائی سچن سوریاونشی، بہنوئی سپریا سوریاونشی، بہنوئی یوراج واگھمارے، اور بھتیجے کی بیوی رینا ویوہارے بھی الیکشن جیتنے میں ناکام رہی۔

عیاں رہے کہ مہاراشٹر کے بلدیاتی انتخابات سے پہلے ایک ہی خاندان کے چھ امیدواروں کو کھڑا کرنے کے فیصلے نے ایک بڑا تنازعہ کھڑا کر دیا تھا۔ اس فیصلے پر نہ صرف اپوزیشن مہاوکاس اگھاڑی (ایم وی اے) بلکہ اتحادی پارٹنر اجیت پوار کی این سی پی کی طرف سے بھی سخت تنقید ہوئی۔ بی جے پی کا ایک طبقہ بھی اس کی مخالفت کر رہا تھا، لیکن خاندان کے افراد کے ٹکٹ منسوخ نہیں کیے گئے۔ این سی پی کے لیڈر پرتاپ راؤ گووند راؤ چکھلیکر نے کہا کہ بی جے پی نے چھ امیدوار کھڑے کیے کیونکہ اسے خطے میں کافی امیدوار نہیں مل سکے۔ ایم وی اے نے پارٹی کی 'خاندانی سیاست' پر بھی تنقید کی۔

ناندیڑ ضلع میں، این سی پی نے لوہا، قندھار، دیگلور، اور امری میں کامیابی حاصل کی، جب کہ بی جے پی نے کنڈل واڑی، مڈکھیڈ، اور بھوکر میونسپل کونسلوں پر قبضہ کر لیا۔ شیوسینا اور مراٹھواڑہ جنہت پارٹی نے دو دو میونسپل کونسل جیتی ہیں، جبکہ شیوسینا (یو بی ٹی) اور کانگریس نے ایک ایک سیٹ جیتی ہے۔ این سی پی (شرد پوار) ضلع میں اپنی پہلی سیٹ جیتنے میں ناکام رہی۔ کانگریس کے سابق لیڈر اشوک چوہان کی شمولیت کی وجہ سے ناندیڑ میں بی جے پی کی کارکردگی نے بھی توجہ مبذول کرائی۔

کاشی میرا میں سڑک کنارے خالی پی وی سی آدھار کارڈز کے بنڈل ملے

سوشل میڈیا میں ویڈیو وائرل، بلدیاتی انتخابات سے قبل ممکنہ غلط استعمال کی طرف اشارہ

میرا روڈ: میرا روڈ کے کاشی میرا علاقے میں سڑک کے کنارے پڑے خالی پی وی سی آدھار کارڈ کے بنڈلوں کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہے۔ اس واقعہ نے سوالات کو جنم دیا ہے، خاص طور پر چونکہ میرا بھائیندر میونسپل کارپوریشن کے انتخابات 15 جنوری 2026 کو ہونے والے ہیں۔

اس ویڈیو کو انسٹاگرام پر ایک مقامی صفحہ میرا بھائیندر کرنے شیئر کیا ہے۔ پوسٹ میں، صارفین نے سوال کیا کہ کس طرح خالی آدھار پی وی سی کارڈ عوامی جگہ پر پائے گئے اور کیا ان کی موجودگی قانونی ہے، یہ بلدیاتی انتخابات سے قبل ممکنہ غلط استعمال کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پوسٹ کا عنوان تھا، 'کاشی میرا میں سڑکوں پر خالی پی وی سی آدھار کارڈ ملے۔ کیا یہ قانونی ہے یا کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے، بی ایم سی انتخابات قریب آنے والے ہیں۔ ایک صارف نے لکھا کہ 'ضرور زیروکس شاپ یا پرنٹر سے ہونا چاہیے'۔ دوسروں نے واضح کیا کہ یہ خالی پی وی سی کارڈ حقیقی کارڈ کے طور پر استعمال نہیں ہوتے ہیں۔ یہ اسٹیشنری کی دکان کے پی وی سی کارڈز ہیں، حقیقی آدھار کارڈ نہیں ہیں۔ حکومت کی جانب سے آدھار پرنٹنگ فارمیٹ کو تبدیل کرنے کے بعد، یہ پہلے سے پرنٹ شدہ پی وی سی کارڈز کو اب درست آدھار کاپیوں کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور صارف نے لکھا کہ جعلی پین کارڈ اور آدھار کارڈ بھائیندر رایسٹ بی پی روڈ پر 300 روپے میں بنتے ہیں۔ بس اپنی تصویر فراہم کریں اور 4-6 دنوں میں آپ کے پاس کارڈ مل جائے گا۔

میرا بھائیندر میونسپل کارپوریشن کے کل 24 وارڈ ہیں۔ اس شہری ادارے کے کل 151,889 رجسٹرڈ ووٹرز ہیں۔ ان میں سے 553,433 مرد ووٹرز ہیں جبکہ 788,386 خواتین ووٹرز ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ووٹر لسٹ سے ڈپلیکیٹ ناموں کو ہٹانے کا عمل تاحال جاری ہے، دوبارہ ووٹروں سے متعلق حتمی رپورٹ 27 دسمبر سے پہلے الیکشن کمیشن کو پیش کر دی جائے گی۔

اسپتالوں میں اینٹی انفیکٹیو چٹائیوں کے استعمال کا منصوبہ

بی ایم سی چار میڈیکل کالج اسپتالوں کے لیے 43000 چٹائیاں خریدے گی

ممبئی: بی ایم سی ایک انفیکشن کنٹرول پروڈکٹ پر لگ بھگ 43 ملین روپے خرچ کر رہی ہے جسے انفیکشن کنٹرول ماہرین نہیں پہچانتے ہیں۔ یہ پروڈکٹ ایک اینٹی انفیکٹو بیڈ کور چٹائی ہے۔ بی ایم سی چار میڈیکل کالج اسپتالوں کے لیے 43000 چٹائیاں خرید رہی ہے۔

یہ چٹائیاں رئیل اسٹیٹ فرم ویر ہاؤسنگ پروجیکٹس ایل ایل پی کے ذریعہ فراہم کی جا رہی ہیں۔ انہیں اتراکھنڈ کی ایک کمپنی پائینیر پولی لیدر پرائیویٹ لمیٹڈ سے خریدا گیا تھا۔ کمپنی کے نمائندوں کا کہنا ہے کہ وہ ریاست میں اس پروڈکٹ کے مجاز فراہم کنندہ ہیں اور اس سے قبل بنیادی مراکز صحت کو اس کی سپلائی کر چکے ہیں۔

فراہم کنندہ کا دعویٰ ہے کہ چٹائیاں جراثیم کش، دوبارہ دھونے کے قابل، واٹر پروف اور بو کے بغیر ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ یہ ای کولی اور اوریس اسٹیفالوکس بیکٹیریا کے ساتھ ساتھ ایسپرگیلس نائجر فنگس کو 99.99 فیصد تک کم کر سکتا ہے۔ اس کی تاثیر 10 بار دھونے تک بھی بنی رہتی ہے، اور ایک چٹائی کو ایک ہفتے تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کمپنی کے اس بلند وبالا دعوے کی تائید ٹینڈر کے عمل سے قبل لیب کی رپورٹس سے ہوتی ہے۔ تاہم کسی بھی طبی آزمائش نے حقیقی زندگی کے اسپتال کی ترتیبات میں اس کے استعمال کی حمایت نہیں کی ہے۔ یہ ڈبلیو ایچ او یا حکومتی طبی رہنما خطوط کا حصہ نہیں ہے۔ فراہم کنندہ نے بتایا کہ بی ایم سی نے ایک بار بے ترتیب نمونے لیے، اور پروڈکٹ نے اس ٹیسٹ کو پاس کیا۔ پب میڈ پر اس طرح کی مصنوعات کے پچھلے منظم جائزوں سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگرچہ لیب ٹیسٹ امید افزا ہو سکتے ہیں، لیکن حقیقی زندگی کے اسپتال کی ترتیب میں اس کے استعمال کی حمایت کرنے کے لیے بہت کم ٹھوس ثبوت موجود ہیں۔

بی ایم سی کا مڈھ سے ورسوا کے درمیان نیا پل بنانے کا منصوبہ

20 کلومیٹر کا فاصلہ صرف 2.6 کلومیٹر رہ جائے گا، منصوبے پر تقریباً 2395 کروڑ روپے لاگت آنے کی امید

ممبئی: ممبئی میں مڈھ اور ورسوا کے درمیان سفر کا وقت نمایاں طور پر کم ہونے والا ہے۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن ایک نیا پل بنانے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ اس سے 20 کلومیٹر کا فاصلہ صرف 2.6 کلومیٹر رہ جائے گا۔ یہ پل 90 منٹ کا سفر کم کر کے صرف 10 منٹ کر دے گا۔ اس منصوبے پر تقریباً 2395 کروڑ (23.95 بلین روپے) لاگت آئے گی اور مارچ 2029 تک مکمل ہونے کی امید ہے۔ منصوبے کے لیے سروے اور مٹی کی جانچ شروع ہو چکی ہے، اور اگلے دو ماہ میں تعمیر شروع ہو جائے گی۔ مہاراشٹر کوسٹل زون مینجمنٹ اتھارٹی اور کوسٹل ریگولیشن زون (سی آر زیڈ) سے منظوری مل گئی ہے۔

ورسوا کھاڑی پر مڈھ-ورسوا پل مڈھ جیٹی روڈ سے کھاڑی کو عبور کرے گا اور ورسوا میں فشریز یونیورسٹی روڈ کے قریب جڑے گا۔ ایک بار مکمل ہونے کے بعد، پل مڈھ اور ورسوا کے درمیان فاصلے کو کم کرے گا، مڈھ اور ورسوا کے درمیان 20 کلومیٹر کا فاصلہ صرف 2.6 کلومیٹر رہ جائے گا۔ سفر کا وقت 90 منٹ سے کم ہو کر صرف 10 منٹ رہ جائے گا۔ اس پل پر تقریباً 2395 کروڑ (23.95 بلین روپے) لاگت آئے گی اور یہ راستہ مارچ 2029 تک مکمل ہو جائے گا۔

زیر زمین میٹرو 3 اسٹیشن براہ راست ساحل سمندر سے منسلک ہوگا۔ ممبئی میٹرو ریل کارپوریشن لمیٹڈ (ایم ایم آر سی ایل) 531 کروڑ (تقریباً 5.31 بلین روپے) کی لاگت سے زیر زمین پیدل چلنے کے لیے راستہ بنائے گا۔ ملک کا سب سے طویل زیر زمین میٹرو 3، جو آرے جے وی ایل آر سے کف پریڈ تک 33 کلومیٹر اور 27 اسٹیشنوں پر پھیلا ہوا ہے، مکمل طور پر کام کر رہا ہے۔ اس راستے پر واقع وگیان کیندر اسٹیشن ساحل سمندر سے تقریباً 1.5 سے 2 کلومیٹر کے فاصلے پر ورلی کے علاقے میں واقع ہے۔

تاہم اگر آپ اس اسٹیشن سے ورلی بیچ پہنچنا چاہتے ہیں، تو آپ کو پانچ کلومیٹر کا چکر لگانا پڑے گا۔ اس سے بچنے کے لیے مہاراشٹر میٹرو ریل کارپوریشن لمیٹڈ نے زیر زمین پیدل چلنے کے لیے راستہ بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ یہ راستہ 1518 میٹر لمبا ہوگا۔ ایم ایم آر سی ایل اسے وگیان کیندر اسٹیشن سے ورلی پرومینیڈ تک بنانے کا منصوبہ رکھتی ہے۔ اس پر 531 کروڑ (تقریباً 3.35 بلین روپے) لاگت آئے گی۔ ٹھیکیدار کو یہ فٹ پاتھ 24 ماہ کے اندر تعمیر کرنا ہوگا، اس کے بعد 12 ماہ کی ڈیفیکٹ لیبلٹی مدت ہوگی۔

دو امیدوار صرف ایک ایک ووٹ سے جیتے

ممبئی: بی جے پی نے 2025 کے مہاراشٹر میونسپل کارپوریشن انتخابات کے نتائج میں شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور کئی دلچسپ فتوحات کا مشاہدہ کیا۔ اس دوران دو امیدواروں کا بڑے پیمانے پر چرچا ہو رہا ہے۔ ان دونوں امیدواروں نے جیت کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ یہ دونوں امیدوار بھاری اکثریت سے نہیں بلکہ صرف ایک ووٹ سے جیت گئے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ صرف ایک ووٹ سے جیتنے والے یہ دو امیدوار سندیپ بھیسے اور پرمیلا پنچال ہیں۔ سندیپ بھیسے نے صرف ایک ووٹ کے فرق سے رتناگیری ضلع کی چپلن میونسپل کونسل جیت لی۔ انہوں نے بی جے پی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا تھا۔ بی جے پی امیدوار سندیپ بھیسے کی جیت آسان نہیں تھی۔ اپوزیشن جماعتوں نے ان کے مقابلے میں نمایاں امیدوار کھڑے کیے تھے۔ ادھو ٹھاکرے کی شیوسینا نے راہل لوٹیکر کو میدان میں اتارا، جب کہ اجیت پوار کی این سی پی نے سنیل ریڈی کو میدان میں اتارا۔ شرد پوار کی این سی پی نے راہول کاملی کو نامزد کیا، جب کہ کانگریس نے کشور جگشٹے کو میدان میں اتارا۔ سندیپ بھیسے نے صرف ایک ووٹ کے فرق سے جیت کر سب کو حیران کر دیا۔ بی جے پی امیدوار پرمیلا پنچال ناندیڑ میں مڈکھیڈ میونسپل کونسل کی صدر منتخب ہوئیں۔

سیز فائر کے بعد غزہ میں منظم اور وسیع پیمانے صہیونی جارحیت بے نقاب

غزہ: تازہ سیٹلائٹ تصاویر نے انکشاف کیا ہے کہ سیز فائر کے نفاذ کے بعد بھی قابض اسرائیلی فوج نے غزہ میں منظم انداز سے وسیع پیمانے پر مسماری کی کارروائیاں جاری رکھیں جن کی زد میں مشرقی غزہ شہر اور محلہ الشجاعیہ میں واقع سیکڑوں عمارتیں آئیں۔

امریکی کمپنی پلانیٹ لیبز کے سیٹلائٹ کی جانب سے لی گئی تصاویر اور سیز فائر کے آغاز کے چند روز بعد کی تصاویر کے تقابلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ کے دوران جزوی طور پر متاثر ہونے والی عمارتوں کو بعد ازاں قابض اسرائیلی فوج کی انجینئرنگ مشینری کے ذریعے مکمل طور پر زمین بوس کر دیا گیا۔

اخبار ہارٹز نے پیر کے روز رپورٹ کیا کہ یہ مسماری کی کارروائیاں اس وسیع علاقے تک پھیلی ہوئیں ہیں جس کا رقبہ سینکڑوں دونم پر مشتمل ہے اور جو نام نہاد یلو لائن کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ وہ انخلا لائن ہے جہاں سیز فائر کے بعد قابض اسرائیلی افواج نے اپنی پوزیشنیں قائم کیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ انہی مسماری کی کارروائیوں کے ساتھ ساتھ گذشتہ ہفتوں کے دوران فلسطینی بے گھر افراد کے لیے خیموں کے پانچ نئے بڑے کیمپ بھی سامنے آئے جن میں سے ہر ایک میں درجنوں سے لے کر سیکڑوں خیمے نصب ہیں۔ ان میں سے دو کیمپ جنوبی غزہ شہر میں نیٹزاریم محور کے قریب قائم کیے گئے جبکہ تین دیگر کیمپ شہر کے شمال میں اور ساحل سمندر کے نزدیک ان علاقوں میں بنائے گئے جو تاحال تحریک حماس کے زیر اثر ہیں۔

جنگ سے قبل تقریباً دس لاکھ فلسطینی ان علاقوں میں رہائش پذیر تھے جو اب قابض اسرائیل کے فوجی کنٹرول میں آ چکے ہیں بالخصوص غزہ شہر خان یونس اور رفح کے مشرقی علاقے۔ ان افراد کی قریبی مستقبل میں اپنے گھروں کو واپسی متوقع نہیں، جس کے باعث انہیں خیموں یا عارضی پناہ گاہوں میں رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جبکہ لاکھوں دیگر بے گھر افراد بھی انہی کیمپوں میں مقیم ہیں جن کے گھر مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔

اسی تناظر میں برطانوی تنظیم فورینزک آرکیٹیکچر کی جانب سے سیٹلائٹ تصاویر پر مبنی ایک تجزیے میں انکشاف ہوا ہے کہ قابض اسرائیل نے سیز فائر کے بعد پیلی لکیر کے ساتھ تیرہ نئی فوجی تنصیبات قائم کیں جن میں سے اکثریت شمالی غزہ اور خان یونس کے مشرقی علاقوں میں واقع ہے۔

تنظیم کے مطابق اس لکیر کے ساتھ قابض اسرائیلی فوج کی قائم کردہ فوجی تنصیبات کی مجموعی تعداد اڑتالیس تک جا پہنچی ہے جبکہ ان مقامات کو قابض اسرائیل کے اندرونی علاقوں سے ملانے کے لیے سڑکوں کے نیٹ ورک کو بھی وسعت دی گئی ہے اور خان یونس کے علاقے میں ایک نئی سڑک بھی تعمیر کی گئی۔ اس کے علاوہ خان یونس میں مسماری کی کارروائیوں میں اضافہ کیا گیا اور رفح میں ملبے کی بھاری مقدار کو ہٹا دیا گیا۔

اقوام متحدہ کے سیٹلائٹ مرکز نے گذشتہ سال اکتوبر میں بتایا تھا کہ جنگ کے دوران قابض اسرائیل نے غزہ کی پٹی میں مجموعی عمارتوں اور بنیادی ڈھانچے کا تقریباً اکیاسی فیصد مکمل یا جزوی طور پر تباہ کر دیا۔ مرکز کے اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ تئیس ہزار چار سو چونسٹھ عمارتیں مکمل طور پر منہدم ہوئیں بارہ ہزار ایک سو سولہ عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا جبکہ تینتیس ہزار آٹھ سو ستاون عمارتیں جزوی طور پر متاثر ہوئیں۔

اقوام متحدہ کے تجزیے میں یہ بھی بتایا گیا کہ گذشتہ ہفتوں کے دوران غزہ میں ہونے والی بارشوں کے باعث وہ عمارتیں بھی منہدم ہو گئیں جو پہلے ہی بمباری سے متاثر تھیں جس کے نتیجے میں شہریوں کی مزید جانیں ضائع ہوئیں۔ اخبار 'ہارٹز' کے مطابق جنگ کے دوران قابض اسرائیل کی مسماری کی پالیسی میں نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آئی۔ ابتدا میں تباہی زیادہ تر فضائی حملوں اور عسکری کارروائیوں کے ذریعے کی جاتی رہی لیکن مئی سنہ 2024ء میں رفح پر قبضے کے بعد قابض فوج نے شہری کنٹریکٹر کمپنیوں کے ذریعے پورے پورے محلوں اور علاقوں کو منظم انداز سے مسمار کرنا شروع کر دیا۔

اخبار کے مطابق اس پالیسی کے نتیجے میں رفح عبسان خربہ خزاعہ جبالیہ اور دیگر علاقوں میں تقریباً سو فیصد عمارتیں تباہ کر دی گئیں۔ اس کے علاوہ غزہ کی پٹی میں اسی فیصد زرعی گرین ہاؤسز ستاسی فیصد زرعی اراضی اور اسی فیصد سڑکیں بھی تباہ کر دی گئیں۔ ماہرین کے اندازوں کے مطابق اس وسیع پیمانے کی تباہی کے نتیجے میں غزہ کی پٹی میں تقریباً اکسٹھ ملین ٹن ملبہ جمع ہو چکا ہے جو انسانی المیے کو مزید سنگین بنا تا ہے اور مستقبل میں تعمیر نو کی کسی بھی کوشش کے لیے بے مثال چیلنجز پیدا کرتا ہے۔

اسی ماہ کے آغاز میں فلسطین کے لیے اقوام متحدہ کی خصوصی نمائندہ فرانسسکا البانیز نے کہا تھا کہ غزہ کی تعمیر نو کی لاگت قابض اسرائیل کے ساتھ ساتھ امریکہ جرمنی اٹلی اور برطانیہ کو ادا کرنی چاہیے۔

فرانسسکا البانیز نے زور دیا کہ فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے خطے کے نوآبادیاتی ماضی کو سمجھے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ سات اکتوبر سنہ 2023ء کے بعد بہت سے لوگ اس لیے بیدار ہوئے کیونکہ اقتدار میں موجود قوتیں اس فریب کو جاری رکھنے پر مصر ہیں حالانکہ اصل گفتگو گذشتہ دو برسوں کے دوران ہونے والی ہولناکیوں پر ہونی چاہیے۔

اقوام متحدہ کی نمائندہ نے وضاحت کی کہ یہ صورتحال ثقافتی غلبے کی عکاس ہے اور قابض اسرائیل کے بہت سے اقدامات فلسطین میں برطانوی نوآبادیاتی ورثے کا تسلسل ہیں۔ سات اکتوبر سنہ 2023ء کو امریکہ کی حمایت سے شروع کی گئی قابض اسرائیل کی نسل کش جنگ جو دو برس تک جاری رہی کے نتیجے میں ستر ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہوئے ایک لاکھ اکہتر ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے اور شہری بنیادی ڈھانچے کا نوے فیصد تباہ ہو گیا جبکہ ابتدائی مالی نقصان کا تخمینہ تقریباً ستر ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔

بار بار شہدا کی باقیات کی دریافت انسانی المیے کی گہرائی کو بے نقاب کر رہی ہے: سول ڈیفنس

غزہ: غزہ کی پٹی میں سول ڈیفنس کے ادارے نے پیر کے روز کہا ہے کہ قابض اسرائیل کی نسل کش جنگ کے دو برسوں کے دوران شہید ہونے والے فلسطینیوں کی باقیات مختلف علاقوں میں مسلسل دریافت ہو رہی ہیں۔ یہ دل دہلا دینے والا منظر اس وقت سامنے آ رہا ہے جب تباہی کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے اور جنگ کے دوران تدفین کی جگہوں تک رسائی انتہائی دشوار رہی۔ یہ بات سول ڈیفنس کے ترجمان محمود بصل نے ایک ویڈیو بیان میں کہی جو انہوں نے غزہ شہر کے مشرق میں واقع المعمدانی ہسپتال کے صحن سے ایک نامعلوم فلسطینی شہید کی باقیات نکالنے کے دوران دیا۔ یہ باقیات وہاں زمین ہموار کرنے کے کام کے دوران ملی ہیں۔

محمود بصل نے وضاحت کی کہ یہ اسی مقام پر دریافت ہونے والی دوسری باقیات ہیں کیونکہ صرف ایک دن قبل اتوار کے روز بھی اسی نوعیت کے کام کے دوران ایک اور شہید کی باقیات برآمد ہوئی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ سب اس کے باوجود سامنے آ رہا ہے کہ سول ڈیفنس کی ٹیمیں اس سے قبل ہسپتال کے صحن میں بنائی گئی عارضی قبروں سے لاشوں کو منتقل کر چکی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ شہدا کی باقیات کا بار بار ملنا انسانی المیے کی سنگینی اور لاشوں کی بازیابی کے عمل کی پیچیدگیوں کو واضح کرتا ہے بالخصوص اس صورت حال میں جب پورا علاقہ شدید تباہی کا شکار ہے اور اس نازک فائل سے نمٹنے کے لیے تکنیکی وسائل کی شدید کمی ہے۔ ترجمان نے بتایا کہ گذشتہ ماہ سات دسمبر کو سول ڈیفنس کی ٹیمیں المعمدانی ہسپتال کے اندر بنائی گئی عارضی قبروں سے اڑتالیس فلسطینیوں کی باقیات نکالنے میں کامیاب ہوئیں جن میں پچیس ایسے شہدا شامل تھے جن کی شناخت نہیں ہو سکی تھی۔ بعد ازاں انہیں باضابطہ قبرستانوں میں منتقل کیا گیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب یہ منظر غزہ کی پٹی میں کوئی انوکھا واقعہ نہیں رہا۔ ان کے مطابق کوئی بھی شہری اگر اپنے گھر کے قریب کاشت کاری یا کھدائی کرے تو ممکن ہے کہ اسے فلسطینیوں کی لاشیں کھوپڑیاں یا باقیات مل جائیں جو اس جنگ کی ہولناکی اور گہرے زخموں کی واضح علامت ہے۔ محمود بصل نے نشاندہی کی کہ عارضی قبروں میں ملنے والی بیشتر باقیات ایسے افراد کی ہیں جن کی شناخت ممکن نہیں ہو پا رہی کیونکہ ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے مخصوص آلات دستیاب نہیں۔ اس کمی کے باعث شہدا کی شناخت اور انہیں ان کے اہل خانہ کے حوالے کرنے کا عمل شدید پیچیدگی کا شکار ہے۔ انہوں نے متعلقہ اداروں اور عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور فلسطینی شہدا کی باقیات کی شناخت کے لیے ضروری وسائل فراہم کریں تاکہ ان کے خاندانوں کی اذیت اور انتظار کا خاتمہ ہو سکے۔ قابض اسرائیل کی جارحیت کے دو برسوں کے دوران غزہ کی پٹی میں فلسطینی عوام کو مجبوراً سیکڑوں لاشیں عوامی چوکوں باغات سڑکوں اور سکولوں میں دفن کرنا پڑیں کیونکہ یا تو سرکاری قبرستانوں تک رسائی ممکن نہ تھی یا میدان جنگ کی خطرناک صورت حال آڑے آ رہی تھی یا پھر کئی قبرستان وہیں واقع تھے جو اس وقت قابض اسرائیلی فوج کے کنٹرول میں تھے۔

جنگ اور قابض اسرائیل کی پالیسیاں علمی بنیاد کو کھوکھلا کر رہی ہیں، برین ڈرین میں تیزی

غزہ؛ قابض اسرائیل ایک سنگین اور تشویشناک موڑ سے گزر رہا ہے جہاں اس کی روایتی قوت کے ایک اہم ستون کو شدید خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق علمی و تعلیمی ایلیٹ کی بیرون ملک نقل مکانی میں تیزی آ گئی ہے۔ یہ انکشاف سنہ 2024ء کے دوران سامنے آنے والے سرکاری اعداد و شمار میں کیا گیا۔

قابض اسرائیلی مرکزی دفتر شماریات کی جانب سے جاری رپورٹ میں "برین ڈرین" کے رجحان میں نمایاں اضافے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق سنہ 2024ء میں تقریباً 55 ہزار ایسے افراد جو قابض اسرائیلی جامعات سے اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں حاصل کر چکے تھے بیرون ملک مقیم پائے گئے۔ غزہ پر جاری وحشیانہ جنگ کے سائے میں نوجوان محققین اور علمی حلقوں میں بے چینی مسلسل بڑھ رہی ہے۔

رپورٹ کے مطابق گذشتہ برس اعلیٰ تعلیمی اسناد رکھنے والوں میں منفی ہجرت ریکارڈ کی گئی۔ یعنی بیرون ملک جانے والوں کی تعداد واپس آنے والوں سے کہیں زیادہ رہی۔ ان میں بیچلر، ماسٹر اور پی ایچ ڈی رکھنے والے افراد شامل ہیں جو زیادہ تر تل ابیب اور اس کے شمالی مضافات سے تعلق رکھتے ہیں جہاں معیار زندگی نسبتاً بلند سمجھا جاتا ہے۔

یہ رپورٹ قابض اسرائیلی صحافی لیبور ڈاتیل نے مرتب کی جس میں بتایا گیا کہ بحران خاص طور پر سائنسی اور تحقیقی شعبوں میں زیادہ شدت اختیار کر چکا ہے۔ ریاضی میں پی ایچ ڈی رکھنے والوں میں سے تقریباً 25 اعشاریہ چار فیصد قابض اسرائیل سے باہر مقیم ہیں۔ کمپیوٹر سائنس میں یہ شرح 21 اعشاریہ سات فیصد، جینیات میں 19 اعشاریہ چار فیصد اور فزکس میں 17 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ کیمیا، الیکٹریکل انجینئرنگ اور حیاتیات جیسے شعبوں میں بھی ہجرت کی شرح تقریباً 14 فیصد کے قریب ہے۔

سنہ 2024ء کے اعداد و شمار کے مطابق مجموعی طور پر پی ایچ ڈی رکھنے والوں میں سے 11 اعشاریہ 9 فیصد اور ماسٹرز ڈگری حاصل کرنے والوں میں سے 8 اعشاریہ 1 فیصد بیرون ملک زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ اعداد و شمار ان ماہرین پر مشتمل ہیں جنہوں نے سنہ 1990ء سے سنہ 2018ء کے درمیان اپنی ڈگریاں حاصل کیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ رجحان محض عارضی تعلیمی قیام تک محدود نہیں رہا۔

قابض اسرائیلی مرکزی دفتر شماریات نے اس بحران کی متعدد وجوہات بیان کیں جن میں اندرونی سیاسی کشیدگی، بگڑتی ہوئی سیکورٹی صورتحال اور حکومتی مالی پالیسیاں نمایاں ہیں۔ سیاسی سطح پر حکومت کی جانب سے عدالتی نظام کو کمزور کرنے کی کوششوں نے سماجی تقسیم کو گہرا کیا اور وزرا کی طرف سے تعلیمی اداروں پر کھلے حملوں نے بے اعتمادی میں اضافہ کیا۔

سیکورٹی کے محاذ پر غزہ کے خلاف تقریباً دو برس سے جاری جارحانہ جنگ نے عدم تحفظ کے احساس کو شدید تر کر دیا جس کے نتیجے میں متعدد ماہرین تعلیم نے بیرون ملک محفوظ ماحول کی تلاش شروع کر دی۔

مالی حوالے سے اعلیٰ تعلیم کے شعبے کو شدید کٹوتیوں کا سامنا کرنا پڑا جہاں تقریباً 700 ملین شیکل یعنی قریب 218 ملین ڈالر کی رقم کم کر دی گئی۔ رپورٹ کے مطابق یہ رقوم اتحادی مفادات کے لیے استعمال کی گئیں جن میں آبادکاروں اور شدت پسند یہودی گروہوں کی معاونت شامل ہے جبکہ تحقیقی بجٹ کا بڑا حصہ سکیورٹی اور ابلاغی وزارتوں کو منتقل کر دیا گیا۔ لیبور داتیل کے مطابق اندرونی زوال کے ساتھ ساتھ بیرونی دباؤ میں بھی اضافہ ہوا ہے جس کی ایک نمایاں شکل عالمی سطح پر تعلیمی بائیکاٹ کی تحریک ہے۔ اس کے نتیجے میں یورپی تحقیقی گرانٹس میں کمی واقع ہوئی جو قابض اسرائیل میں سائنسی تحقیق کی مالی ریڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی تھیں۔

نئی اسرائیلی پابندیوں سے ہزاروں فلسطینی طبی سہولتوں سے محروم: ایم ایس ایف

غزہ: ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز 'ایم ایس ایف' نے پیر کے روز خبردار کیا ہے کہ قابض اسرائیل کی جانب سے غزہ کی پٹی اور مقبوضہ مغربی کنارے میں کام کرنے والی بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں کی رجسٹریشن سے متعلق نئی پابندیاں انسانی خدمات کو سنگین خطرات سے دوچار کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں سیکڑوں ہزار فلسطینی زندگی بچانے والی طبی نگہداشت تک رسائی سے محروم ہو سکتے ہیں۔

تنظیم نے اپنے بیان میں کہا کہ بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں کی رجسٹریشن کے لیے قابض اسرائیل کے نئے قواعد سنہ 2026ء تک غزہ میں لاکھوں افراد کو ایسی طبی سہولتوں سے محروم کر سکتے ہیں جو ان کی جان بچانے کے لیے ناگزیر ہیں۔ تنظیم نے نشاندہی کی کہ یہ تقاضے آئندہ یکم جنوری سے تنظیموں کی رجسٹریشن منسوخ کیے جانے کا خطرہ پیدا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز نے متنبہ کیا کہ ان اقدامات کی عدم تعمیل کی صورت میں تنظیمیں بشمول خود یہ ادارہ غزہ اور مقبوضہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کو بنیادی خدمات فراہم کرنے کے قابل نہیں رہیں گی۔ تنظیم نے کہا کہ غزہ میں صحت کے نظام کی وسیع تباہی کے تناظر میں تجربہ کار اور آزاد انسانی تنظیموں کی ضرورت مند آبادی تک رسائی کا ختم ہو جانا ایک حقیقی المیہ ہوگا۔

تنظیم نے قابض اسرائیلی حکام سے مطالبہ کیا کہ وہ بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیموں کو غزہ میں آزاد اور غیر جانبدار انسانی ردعمل برقرار رکھنے کی اجازت دیں اور اس تسلسل کو یقینی بنائیں۔ بیان میں زور دیا گیا کہ غزہ میں انسانی امدادی سرگرمیاں پہلے ہی شدید پابندیوں کا شکار ہیں اور مزید کمزور کیے جانے کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔

بیان میں غزہ میں ڈاکٹرز ود آؤٹ بارڈرز کی ہنگامی امور کی رابطہ کار پاسکال کو آسار کے حوالے سے کہا گیا کہ تنظیم کی ٹیموں نے گذشتہ سال کے دوران سیکڑوں ہزار مریضوں کا علاج کیا اور کروڑوں لیٹر پانی فراہم کیا جبکہ وہ اپنی سرگرمیوں کو وسعت دینے اور غزہ کے اس صحت کے نظام کو سہارا دینے کی کوشش کر رہی ہیں جسے بڑے پیمانے پر تباہ کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ تنظیم کی ٹیموں نے سنہ 2025ء کے دوران بیرونی کلینکس میں تقریباً آٹھ لاکھ طبی مشورے فراہم کیے اور ایک لاکھ سے زائد شدید زخمیوں کے کیسز سے نمٹا۔ اسی تناظر میں اخبار ہارٹز نے گذشتہ ماہ پانچ نومبر کو انکشاف کیا تھا کہ قابض اسرائیل کے ایک نئے اقدام کے باعث غزہ کی پٹی اور مقبوضہ مغربی کنارے میں کام کرنے والی درجنوں انسانی تنظیمیں اپنی سرگرمیاں روکنے پر مجبور ہو گئیں۔ اخبار کے مطابق اس اقدام کے تحت غزہ اور مغربی کنارے میں تنظیموں کے داخلے کے لیے سخت شرائط عائد کی گئیں اور ان سے اپنے عملے اور ان کے اہل خانہ کے بارے میں تفصیلی معلومات طلب کی گئیں۔

ہارٹز کے مطابق قابض اسرائیل نے یہ اقدام گذشتہ مارچ میں اس وقت منظور کیا جب تنظیموں کی رجسٹریشن کا اختیار وزارت بہبود سے منتقل کر کے وزارت دیاسپورا کو دیا گیا جس کی سربراہی لیکود پارٹی کے رہنما عمیحائی شکلی کر رہے ہیں۔ اس فیصلے کے تحت تنظیموں کو بڑی تعداد میں دستاویزات جمع کرانا لازم قرار دیا گیا جن میں غیر ملکی اور فلسطینی ملازمین کی فہرستیں اور ان کے اہل خانہ سے متعلق معلومات بھی شامل ہیں۔

اخبار نے مزید بتایا کہ وزارت دیاسپورا کو تنظیموں کی رجسٹریشن مسترد کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہو چکے ہیں جن میں کسی بھی ایسی تنظیم کو رد کرنا بھی شامل ہے جس پر قابض اسرائیل کے نئے معیارات کے مطابق یہ شبہ ہو کہ وہ اسرائیل کو ایک یہودی اور جمہوری ریاست کے طور پر تسلیم نہیں کرتی یا اس کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتی ہے۔

اگرچہ حماس اور قابض اسرائیل کے درمیان سیز فائر 10 اکتوبر گذشتہ سال نافذ ہو چکا ہے تاہم غزہ کی پٹی میں انسانی صورتحال بدستور نہایت ابتر ہے کیونکہ قابض اسرائیل امدادی اور طبی سامان کی آمد پر سخت پابندیاں عائد کیے ہوئے ہے۔ قابض قوت جنگ بندی معاہدے میں طے شدہ ذمہ داریوں سے بھی مسلسل انحراف کر رہی ہے اور متفقہ مقدار میں امداد داخل نہیں ہونے دے رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ معاہدے کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے حملے بھی جاری رکھے گئے جن کے نتیجے میں سیز فائر کے نفاذ کے بعد اب تک 401 فلسطینی شہید اور 1108 زخمی ہو چکے ہیں۔

فلسطینی معیشت شدید جمود کا شکار، سنہ 2025ء میں مجموعی قومی پیداوار میں خطرناک کمی

غزہ: فلسطینی مرکزی ادارہ شماریات اور فلسطینی مانیٹری اتھارٹی نے انکشاف کیا ہے کہ فلسطینی معیشت گہرے جمود کے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جبکہ سنہ 2025ء کے دوران مجموعی قومی پیداوار میں شدید اور خطرناک حد تک کمی ریکارڈ کی گئی ہے۔ یہ صورتحال مغربی کنارے اور غزہ پر قابض اسرائیل کے مسلسل جارحانہ حملوں اور سفاکیت کے براہ راست نتیجے میں سامنے آئی ہے۔ یہ انکشاف دونوں اداروں کے مشترکہ بیان میں کیا گیا۔ بیان میں فلسطینی معیشت کے سنہ 2025ء کے اقتصادی جائزے اور سنہ 2026ء کے متوقع معاشی رجحانات پیش کیے گئے جبکہ بنیادی معاشی اشاریوں میں غیر معمولی اور تاریخی گراوٹ کی نشاندہی کی گئی۔

بیان کے مطابق سنہ 2025ء کے دوران غزہ میں مجموعی قومی پیداوار میں سنہ 2023ء کے مقابلے میں 84 فیصد کی شدید کمی واقع ہوئی جبکہ اسی مدت میں مغربی کنارے میں یہ کمی 13 فیصد ریکارڈ کی گئی۔ تعمیرات کا شعبہ سب سے زیادہ متاثر ہوا جہاں مجموعی طور پر 41 فیصد گراوٹ دیکھی گئی جس میں مغربی کنارے میں 29 فیصد اور غزہ میں تباہ کن حد تک 99 فیصد کمی شامل ہے۔

اسی طرح خدمات کے شعبے میں پورے فلسطین میں 25 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی جس میں مغربی کنارے میں 12 فیصد اور غزہ میں 82 فیصد کمی شامل ہے۔ زرعی شعبہ بھی شدید متاثر ہوا جہاں غزہ میں 92 فیصد انحطاط ریکارڈ کیا گیا جبکہ مغربی کنارے میں نسبتاً محدود استحکام دیکھا گیا۔ بیان میں بتایا گیا کہ عالمی منڈی کے ساتھ فلسطینی تجارتی حجم میں 12 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ سنہ 2025ء میں درآمدات سنہ 2023ء کے مقابلے میں 17 فیصد گھٹ گئیں۔ اس صورتحال کو فلسطینی معیشت پر قابض اسرائیل کی طویل جارحیت کے نتیجے میں پڑنے والے گہرے اور جمع شدہ نقصانات کا عکس قرار دیا گیا جس کے باعث پیداواری صلاحیت تباہ اور معاشی سرگرمیاں مسلسل رکاوٹ کا شکار ہیں۔

اگرچہ مغربی کنارے میں سنہ 2025ء کے دوران سنہ 2024ء کے مقابلے میں مجموعی قومی پیداوار میں معمولی سا 4.4 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا تاہم غزہ کی معیشت مزید سکڑ گئی اور اسی مدت میں 7.8 فیصد اضافی کمی دیکھی گئی۔ اعداد و شمار کے مطابق فلسطین میں تقریباً نصف افرادی قوت بے روزگار ہو چکی ہے۔ سنہ 2025ء میں بے روزگاری کی مجموعی شرح 46 فیصد تک پہنچ گئی جس میں مغربی کنارے میں 28 فیصد جبکہ غزہ میں تشویشناک حد تک 78 فیصد بے روزگاری ریکارڈ کی گئی۔ یوں 6 لاکھ 50 ہزار سے زائد فلسطینی روزگار سے محروم ہو چکے ہیں۔

مستقبل کے حوالے سے بیان میں توقع ظاہر کی گئی ہے کہ سنہ 2026ء میں معاشی نمو 1.4 فیصد سے 5.4 فیصد کے درمیان رہ سکتی ہے جو سنہ 2024ء میں شدید انحطاط کے بعد ایک محدود اور سست بحالی کی علامت ہوگی۔

بیان کے مطابق یہ ممکنہ بحالی مجموعی طلب کے کچھ اجزا میں جزوی بہتری کے باعث متوقع ہے خاص طور پر حتمی صارفین کے اخراجات میں اضافہ انسانی امداد اور نجی ترسیلات کے تسلسل کے نتیجے میں ہو سکتا ہے جبکہ سرمایہ کاری کے اخراجات کا کردار محدود رہے گا۔

یہ تمام صورتحال اس وقت سامنے آئی ہے جب قابض اسرائیلی فوج اور آبادکار مغربی کنارے میں اپنی جارحیت تیز کیے ہوئے ہیں۔ غزہ میں جاری نسل کش جنگ جو دو برس تک جاری رہی اس کے نتیجے میں مغربی کنارے میں 1102 سے زائد فلسطینی شہید 11 ہزار کے قریب زخمی اور 21 ہزار سے زائد گرفتار کیے جا چکے ہیں۔ جبکہ غزہ میں قابض اسرائیل کی جنگی سفاکیت کے باعث تقریباً 71 ہزار فلسطینی شہید اور 171 ہزار زخمی ہوئے جن میں اکثریت بچوں اور خواتین کی ہے۔ اس کے علاوہ شہری ڈھانچے کی وسیع پیمانے پر تباہی ہوئی جس کی تعمیر نو کے اخراجات ابتدائی اندازوں کے مطابق نہایت بھاری ہوں گے۔

طوفان الاقصیٰ کی تحقیقات کے لیے سیاسی انکوائری کمیشن کے مطالبات

غزہ: قابض اسرائیل کی قانون سازی سے متعلق وزارتی کمیٹی نے پیر کے روز اس مسودہ قانون کو آگے بڑھانے کی منظوری دے دی ہے جس کے تحت القسام بریگیڈز کی جانب سے سات اکتوبر سنہ 2023ء کو کیے گئے طوفان الاقصیٰ آپریشن کے مقابل قابض اسرائیلی انٹیلی جنس اور عسکری ناکامی کی تحقیقات کے لیے ایک انکوائری کمیشن قائم کیا جائے گا۔ اس اقدام نے وسیع پیمانے پر تنقید کو جنم دیا ہے اور اسے ایک ایسی سیاسی کمیٹی کے قیام کی تمہید قرار دیا جا رہا ہے جو دیانت داری اور خودمختاری سے محروم ہوگی کیونکہ مجوزہ قانون حکومت کو کمیٹی کی تشکیل اور اس کے طریقہ کار پر براہ راست اثر انداز ہونے کا اختیار دیتا ہے۔

یہ مسودہ قانون نیتن یاہو کی لیکوڈ پارٹی کے رکن کنیسٹ اریئل کلنر نے پیش کیا ہے جس میں ایسا طریقہ کار شامل ہے جس کے تحت قابض اسرائیل کی حکومت تحقیقاتی کمیٹی کے ارکان کا تقرر کرے گی۔ اس صورت میں وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو کو کمیٹی کے کام پر براہ راست اور بالواسطہ اثر و رسوخ حاصل ہو جائے گا۔

قانون کے مسودے کو بدھ کے روز کنیسٹ کے عمومی اجلاس میں ووٹنگ کے لیے پیش کیا جانا طے ہے۔ قانون کے متن کے مطابق کنیسٹ کے اسپیکر امیر اوحانا حکومتی اتحاد اور اپوزیشن کے نمائندوں سے مشاورت کے بعد کمیٹی کی تشکیل کا فیصلہ کریں گے جس کے بعد اس فہرست کو کنیسٹ کی جانب سے اسی ارکان کی اکثریت سے منظور کیا جانا لازم ہوگا۔

اگر یہ اکثریت حاصل نہ ہو سکی تو کنیسٹ کمیٹی کے سربراہ تین ارکان کا تعین کریں گے جبکہ اپوزیشن لیڈر یائر لاپید دیگر تین ارکان منتخب کریں گے۔ اگر اس پر بھی اتفاق نہ ہوا تو فیصلہ دوبارہ کنیسٹ کے اسپیکر کے پاس چلا جائے گا۔ نیتن یاہو کی جانب سے کمیٹی کے اختیارات کی منظوری کے لیے تشکیل دی گئی وزارتی ٹیم میں نمایاں وزرا شامل تھے جن میں یاریو لیون بزلئیل سموٹریچ ایتمار بن گویر زیئیو ایلکن آوی دیختر گیلا امیلیئل اوریت ستروک عامیحائی الیاؤ اور عامیحائی شکلی شامل ہیں۔

اخبار یدیعوت احرونوت کے مطابق حکومت اس مسودے کے ذریعے درحقیقت خود اپنے ہی اعمال کی تحقیقات کرنا چاہتی ہے جبکہ اس کے برعکس ایک باضابطہ تحقیقاتی کمیٹی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جس کا تقرر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کریں اور جس کی سربراہی سپریم کورٹ کا جج کرے۔ اس مطالبے کی اپوزیشن جماعتوں اور سات اکتوبر کے واقعات میں ہلاک ہونے والوں اور اسیران کے خاندانوں کی جانب سے بھرپور حمایت کی جا رہی ہے۔

قابض اسرائیلی ذرائع ابلاغ کے مطابق بنجمن نیتن یاہو کا مقصد کمیٹی کو وسیع اختیارات دینا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ معاملات کی تحقیقات کرے اور کئی دہائیوں پیچھے تک جائے۔

اس کا مقصد موجودہ حکومت سے ذمہ داری ہٹانا اور تحقیقات کے دائرہ کار کو اتنا پھیلانا ہے کہ آئندہ عام انتخابات سے قبل کوئی ابتدائی رپورٹ سامنے نہ آ سکے۔

اندازوں کے مطابق یہ کمیٹی اپنی تحقیقات کا دائرہ اوسلو معاہدوں سنہ 1993ء تک یا غزہ سے یکطرفہ انخلا کے منصوبے سنہ 2005ء تک لے جا سکتی ہے اور ان برسوں کے دوران عدالتی نظام اور سیاسی و سکیورٹی سطحوں کی ذمہ داریوں کا بھی جائزہ لے سکتی ہے۔

سیاسی مقاصد کے لیے تحقیقات

اخبار کے مطابق ایک سرکاری عہدیدار نے کہا کہ نیتن یاہو چاہتے ہیں کہ تحقیقات زیادہ سے زیادہ طویل عرصے پر محیط ہوں اور زیادہ سے زیادہ مواد شامل کیا جائے جن میں قطری فنڈز بھی شامل ہوں تاکہ یہ عمل زیادہ وقت لے اور نتائج تاخیر کا شکار رہیں۔ یدیعوت احرونوت نے مزید لکھا کہ نیتن یاہو اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ حریدی طبقے کو فوجی خدمت سے مستثنیٰ کرنے کے قانون کے باعث کنیسٹ تحلیل نہ ہو سکے اس سے قبل کہ تحقیقاتی کمیٹی قائم ہو کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ انتخابی دور میں ایک باضابطہ تحقیقاتی کمیٹی قائم کی جا سکتی ہے۔ تاہم اخبار کے مطابق ان کا اصل خوف یہ ہے کہ اگر نئی حکومت اقتدار میں آئی تو ایک سرکاری تحقیقاتی کمیٹی قائم ہو جائے گی اسی لیے وہ موجودہ سیاسی کمیٹی کے قیام میں عجلت دکھا رہے ہیں اور اس کے طویل عرصے تک جاری رہنے کی ضمانت چاہتے ہیں۔

اس کے برعکس حکومت کی قانونی مشیر گالی بہاراو میارا نے گذشتہ اتوار کو اعلان کیا کہ سیاسی تحقیقاتی کمیٹی کے قیام کا یہ مسودہ قانون سچ تک پہنچنے کی اجازت نہیں دیتا اور اسے قائم نہیں کیا جانا چاہیے۔ ان کے مطابق یہ مسودہ بنیادی خامیوں سے بھرپور ہے اور اس میں آزاد غیر جانبدار اور پیشہ وارانہ تحقیقات کے اصولوں پر سیاسی مفادات کو فوقیت دی گئی ہے۔

انہوں نے کہا کہ بنجمن نیتن یاہو کی حکومت کنیسٹ کو استعمال کرتے ہوئے سات اکتوبر کے واقعات کی لازمی حقیقت یابی کے راستے سے بچنے کی کوشش کر رہی ہے اور ایک متبادل راستہ قائم کرنا چاہتی ہے جو حکومت اور اس کے ارکان کے ذاتی اور سیاسی مفادات کی تکمیل کرے۔ یہ موقف اس مسودہ قانون کے گرد موجود شدید اختلاف اور تقسیم کی عکاسی کرتا ہے۔

روزنامہ صحافت اردو ویب ایڈیشن برمنگھم (یو. کے.) کو پبلشر نغمہ امیر نے ٹیڈنگٹن گرو پیری بار برمنگھم بی۔42 آئی آر جی یو. کے. سے شائع کیا۔ پروپرائٹر و گروپ ایڈیٹر: امان عباس، ریزیڈینٹ ایڈیٹر: امیر مہدی، بیورو چیف: نغمہ امیر، ای۔میل: Naghmaamir@rediffmail.com، موبائل نمبر: 386368 7897 44+

قارئین کو مشورہ: ''صحافت'' میں چھپے ہوئے مضامین اور مراسلات میں ظاہر کئے گئے خیالات سے ایڈیٹر، نیوز ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر کا متفق اور جواب دہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ صحافت میں شائع ہونے والے کسی بھی اشتہار کے مواد اور دعووں کے بارے میں ادارہ صحافت ذمہ دار نہیں ہوگا، اس کی کل ذمہ داری اشتہار دہندہ کی ہوگی۔